بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
انوار
اہلسنت
مصنف شیر محمد باروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوار اہلسنت

مُصنف :- شیر محمد باروی

انتساب

قیومِ زمان، سلطان العارفین زبدۃ الواصلین جناب حضرت پیر محمد عبداللہ صاحب المعروف پیر بارڈ صاحب کے نام جن کے فیوضات کریمانہ سے اس ناچیز کو ہدایت نصیب ہوئی اور ہدایت کے اصل منبے اور سرچشمے کو پالیا، اور آپ کی توجہ عالی سے، مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے ان مقدمات کو صفحہ قرطاس پر لا سکا ——————

شیر محمد بارڈی

تقریظ

حامداً و مصلیاً! زیرِ نظر کتاب کا بندہ نے اکثر مطالعہ کیا! اہل سنت و جماعت کے مسلک کی خوبصورت طریقے پر ترجمانی کی گئی ہے! اس کتاب کا مرکزی نکتہ خلافت الٰہی ہے! ساری کتاب میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کس طرح ابلیس نے توحید کے نام پر اپنی پارٹی تیار کی ہے! اور توحید نام سے دھوکہ دے کر خلافت کی تنقیص کرائی ہے بلکہ تعظیم و ادبِ خلفاء سے ہٹانے کے لئے انہیں تبوں کا مثل قرار دلایا ہے! شعائر اللہ کے خلاف لوگوں کے عقائد خراب کر کے انہیں ایمان اور خوفِ خدا سے محروم کر دیا ہے! مصنف نے جو کہ ایک کامل مرشد کے فیض یافتہ ہیں! ابلیس کی چالاکیوں اور کارستانیوں کو ظاہر کیا ہے! جن سے آج کثیر مخلوق اس کے دھوکے کے جال میں پھنس کر حقیقت ایمان سے محروم ہو رہی ہے! میں ہر مسلمان کی خدمت میں اپیل کروں گا کہ یہ کتاب اپنے پاس رکھیں اور بار بار مطالعہ کریں! اُمید ہے کہ اچھا رہنما ثابت ہو گی! اس دور میں ایسی کتابوں کی ضرورت ہے! جو اردو پڑھے لکھے طبقے کی رہنمائی کا کام سر انجام دیں

محمد اسحاق تونسوی مہتمم مدرسہ اسلامیہ غوثیہ
عید گاہ نواب پور ضلع ملتان!

نصر من اللہ و فتح قریب

بار اوّل :- ۱۰۰۰

پریس :- ہمدرد پریس ملتان

کتابت :- حاجی مظفر محمود

قیمت :- ۵۰-۲ روپے

تاریخ :- ۱۸ مارچ ۱۹۷۷ء

مُقدمہ

اس فتنے کے دور میں جب کہ اللہ تعالےٰ کے فرمان بموجب

تُولِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ	تو داخل کرتا ہے رات کو دن میں
تُولِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ	اور داخل کرے دن کو رات میں

جیسے رات اور دن یا اندھیرے یا اجالے کا نظام جاری ہے؛ اسی طرح یہ نظام ہدایت وضلالت میں بھی ہے؛ اب چونکہ ضلالت وگمراہی کی اندھیری رات طاری ہوگئی ہے؛ فیوضاتِ نبوّت جو ضلالت کے یا گمراہی کے پردوں کو پھاڑ کر ہدایت کی ضُو پاشی کرتے ہیں اور جو ولایت میں موجود ہیں "تُولِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ" کے اصولِ بموجب ظلال میں گم ہیں؛ اس لئے دنیا پر ضلالت کی تاریکی چھا گئی ہے؛ جس طرح رات کی تاریکی سے فائدہ اُٹھاکر بھیڑیئے، گیدڑ اور لومڑ غول درغول اپنی غاروں سے نکل کر آبادیوں میں پھیل جاتے ہیں؛ اور لاوارث جانوروں کی غفلت سے فائدہ اُٹھاکر ان کا بیدردی سے شکار کرتے ہیں؛

بالکل اسی طرح اس دورِ ظلمت میں بھی بہت سی جماعتیں اور ٹولے رہنمائی کے دعوے کے ساتھ اٹھے ہیں اور دنیا کے ملک ملک؛ شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں پھیل گئے ہیں؛ جو سادہ لوح مسلمانوں کا شکار کررہے ہیں؛ گذشتہ دورِ سعید کی برکت سے مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کے چراغ جو ٹمٹما رہے ہیں؛ یہ ظالم انہیں بجھا رہے ہیں؛ پھر جس کے ایمان کا چراغ بجھ جاتے تو وہ ان ٹولیوں میں شامل

ہو جاتا ہے، پھر وہ وہی عمل دوسروں پر پھر آتا ہے، جو خود اس پر ہوا ہے اس عمل کو تبلیغ دین، اصلاح کا کام اور نیکی سمجھتا ہے، حالانکہ یہ بہت بڑا ظلم اور فساد ہے:

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ   اور بھلے کر دکھلائے ان کو شیطان

مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝   نے جو کام وہ کر رہے تھے:

یہ عمل تیزی سے عالم اسلام میں بڑھ رہا ہے اور اسی نسبت سے بدکاری اور بُرائی بھی عالم اسلام میں بڑھ رہی ہے،

دین و مذہب کی اصل ایمان ہے، اور اعمال اس کی فرع ہیں، اگر ایمان کو چراغ تصور کیا جائے تو اعمال صالح اس کی روشنی ہیں، گذشتہ زمانے کے مبلغین جو تزکیہ و تصفیہ یافتہ صالحین و متقین اولیاء اللہ تھے مخلوق خدا کے دلوں میں ایمان کے چراغ روشن کیا کرتے تھے، لوگوں سے اعمالِ صالح خود بخود ہونے لگتے تھے معاشرہ بہت ہی پاکیزہ اور صالح تھا موجودہ "توحیدی" دور میں معاشرہ کی صالحیت اور پاکیزگی صرف افسانہ بن کر رہ گئی ہے؛

؎ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی؛

یہی وجہ ہے، کہ موجودہ زمانے کے بزعمِ خود صالحین و متقین جنہوں نے گمراہ لوگوں کے لکھے ہوئے قرآن پاک اور حدیث شریف کے ترجمے پڑھ لئے ہیں اور غیر تزکیہ یافتہ ہیں دینی و مذہبی زبوں حالی کا علاج کرنے اُٹھے ہیں، اور تبلیغ و اصلاح کا کام شروع کر دیا ہے؛ افسوس کہ یہ خود گمراہ ہیں اور اصلاح کی بجائے فساد پھیلا رہے ہیں مصلحین کے بجائے مفسدین کا سا

کردار سر انجام دے رہے ہیں، یہ آیت کریمہ ان کے حال پر صادق آتی ہے:

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝

اور جب کہا جاتا ہے ان کو فساد نہ ڈالو ملک میں تو کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں جان لو وہی ہیں خرابی کرنے والے لیکن نہیں سمجھتے:

نیت وارادہ کے لحاظ سے خواہ نیک ہوں، اصل مقصود وہ کام ہے جو وہ کر رہے ہیں، ابلیس کا سارا کاروبار دھوکہ سے ہوتا ہے، اگر یہ صاف گو ہوتا اور بتا دیتا کہ میں شیطان ہوں اور تمہیں دھوکہ دینے آیا ہوں فلاں فلاں کام کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے، تو ابنائے آدم علیہ السلام کبھی بھی گمراہ نہ ہوتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ہمارا دشمن ہے، اور کافر، مشرک، منافق وغیرہ وجود میں ہی نہ آئے ہوتے، لیکن یہ بہت اونچی دھوکہ بازی سے کام لیتا ہے، انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اسے ایک ناصح اور خیر خواہ کا بھیس بدلنا پڑتا ہے یہ گمراہی اور ضلالت کو دینداری اور اصلاح کے دعوے کے ساتھ پیش کرتا ہے، جسے لوگ دھوکہ کھا کر قبول کر لیتے ہیں پھر ابلیس کی اس اصلاح کا جھنڈا وہ اٹھاتے ہیں اور اس کے کام کو آگے بڑھاتے رہتے ہیں، انہیں لوگوں کو یا ان کے اپنے دعوے کے مطابق "ان مصلحین" کو قرآن پاک میں مفسد کہا گیا ہے جو ابلیس کے دھوکہ میں ہیں، اور انہیں اس بات کا شعور نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ بزعم خود جتنا اصلاح کا کام کرتے ہیں، اتنا ہی فساد پھیلتا ہے:

ایمان کی اصل کلمہ ہے "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" اس کے دو جزو ہیں پہلے میں اقرارِ توحیدِ الٰہی اور دوسرے میں اقرارِ رسالت یا خلافتِ الٰہی۔ اگر پہلے جزو میں عقیدہ خراب ہوجائے تو آدمی مشرک ہوجاتا ہے۔ شرک ناقابلِ معافی گناہ ہے اور مشرک ابدی جہنم میں رہے گا۔ اگر ایمان کے دوسرے جزو میں عقیدہ خراب ہوجائے۔ عظمت و شانِ خلافت و رسالت یا تعظیم و ادبِ رسالت و خلافت میں فرق پڑ جائے تو آدمی منافق ہوجاتا ہے اور اس کے لیے بھی ابدی جہنم ہے بلکہ منافق کے لئے مشرک سے بھی نچلہ طبقہ جہنم کا ہے۔

علم ظاہر اور علم باطن دو علم ہیں اور ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ علم ظاہر کے حقیقی معنیٰ اور مرادیں علم باطن واضح کرتا ہے۔ کیونکہ علم باطن کی اصل عالمِ ملائکہ میں ہے۔ اس لیے اہلِ باطن کو علوم ظاہر کے معنےٰ اور مرادیں عالمِ ملائکہ سے فکر و تدبر کے ذریعے دل و دماغ میں وارد ہوتی ہیں۔ جو کہ بالکل صحیح قرآن و حدیث کے منشا کے عین مطابق ہوتی ہیں اور راہِ ثواب کو ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن جو شخص صرف علم ظاہر جانتا ہو اور کسی مردِ کامل سے تزکیہ و تصفیہ حاصل کر کے علم باطن حاصل نہ کیا ہو۔ یا کسی مردِ کامل سے بیعت تو کر لی ہو اور فسادِ عقیدہ کی وجہ سے عالمِ ملائکہ میں فکر کی رسائی حاصل نہ ہوئی ہو۔ یا مرشد کی نسبت کا اثر اس پر نہ ہو۔ تو ایسا شخص کو باطن ہے۔ ایسے شخص کو سلف صالحین کی تقلید کرنی چاہیئے۔ ورنہ گمراہ ہو جائے گا۔ یہ جب قرآن پاک اور حدیث شریف کے معنےٰ پر فکر و تدبر کرتا

ہے! تو کور باطن ہونے کی وجہ سے شیطان اس کے وہم وخیال پر اثر انداز ہو کر اسے گمراہ کر لیتا ہے:

پس مسلمانوں کی ہدایت کے لئے اس ناچیز نے اس رسالہ کو قیوم زمان غوث دوراں، شمس العارفین، سراج السالکین جناب حضرت محمد عبد اللہ المعروف پیر بارو صاحب مدظلہ کے فیوضات اور روحانی نسبت سے مکمل کیا ہے! اس میں مسلک اہل سنت کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور جو لوگ خارج از ایمان ہیں جنہیں خارجی کہتے ہیں: ان گروہوں کی بھی اصولی نشان دہی کر دی گئی ہے! ہم اپنے اس مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں! یہ فیصلہ قارئین کرام فرمائیں گے! البتہ یہ فقیر آپ کی خدمت میں اتنا ضرور عرض کرتا ہے! کہ اگر اس رسالہ سے آپ کو فائدہ پہنچے تو اس ناچیز کے لئے بھی دعا کرنا نہ بھولیں!

خاکسار
شیر محمد باروی

جناب حضرت خلیفہ فتح محمد صاحب بستی کھر کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس رسالے کا نام "انوار اہل سنت" تجویز فرمایا ہے

فرقۂ ناجیہ سوادِ اعظم اہلسنت وجماعت

نبی پاک صاحبِ لولاک حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ:-

تَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً كُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ	میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک کے سوا سب جہنمی ہیں، عرض کیا وہ ایک کون ہے؟ فرمایا جس پر ہم اور ہمارے صحابہ ہیں؛

آپ نے فرمایا:-

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ	بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جماعت سے علیحدہ رہا، وہ جہنم میں علیحدہ کیا گیا؛

اہل سنت وجماعت جو امت کا سوادِ اعظم ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے نقشِ قدم پر ہے۔ چند خصوصیات کی بنا پر دوسروں سے ممتاز ہے۔ طالبِ حق کو تحقیق کرنا چاہیے! اس جماعت کی بنیاد علم ظاہر میں فقہ کے چاروں آئمہ پر ہے: ۱۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ۲۔ حضرت امام مالک رحمت اللہ علیہ ۳۔ حضرت امام شافعی رحمت اللہ علیہ ۴۔ حضرت امام حنبل رحمت اللہ علیہ اور علم باطن میں

تصوف کے چاروں سلسلوں پر ۱:۔ سلسلہ عالیہ نقش بندیہ ۲:۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ؛
۳:۔ سلسلہ عالیہ قادریہ ۴:۔ سلسلہ عالیہ سہروردیہ

تقلید آئمہ اربعہ :۔ فقہ میں ان چاروں اماموں کی تقلید ضروری ہے اس لئے کہ قرآن وحدیث کے صحیح شارح یہی ہیں؛ جنہوں نے قرآن وحدیث کی حق ومعرفت کے ساتھ شرح کی ہے؛ اور ان سے قانون اور احکامات اخذ کئے ہیں؛ ان کے مقرر کئے ہوئے قوانین کو اسی پائے کا عالم دین قرآن اور حدیث کی واضح عبارت سے توڑ سکتا ہے؛ جو تقوے تزکیہ وتصفیہ میں اسی پائے کا صفائے باطن انسان ہو جس کے فکر کی اساس عالم ملائکہ میں ہو ورنہ سیاہ باطن انسان خواہ کتنا بڑا عالم دین ہو قرآن وحدیث کی سطروں کے نیچے اپنے نفسانی خیالوں اور شیطانی مرادوں کو پائے گا؛ جیسا کہ آجکل کے علمیت کے دعویدار نادانوں کا طریقہ ہے؛ دین میں مجتہد کا درجہ بہت بڑا ذمہ داری کا منصب ہے

بعض لوگ آئمہ اربعہ کی تقلید کو علمائے دین کے لئے غیر ضروری سمجھتے ہیں اس طرح اپنی آزاد طبع اور آوارہ قلم سے دین میں اختلافات کا دروازہ کھول دیا ہے؛ اپنے اوہام وخرافات کو اصلاح کا نام دے کر قرآن پاک وحدیث شریف کے معارف کے نام سے پیش کرتے ہیں؛ گویا بد اعتقادی اور گمراہی کے بند ٹوٹ پڑے ہیں؛ ان حالات میں بدکاری اور برائی نہ بڑھے تو اور کیا ہو؛

کچھ لوگ تقلید آئمہ اربعہ کو بدعت خیال کرتے ہیں؛ ان کی دلیل یہ ہے

کہ آئمہ اربعہ سو ڈیڑھ سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں، ان سے پہلے جو لوگ تھے، ظاہر ہے کہ وہ لوگ آئمہ اربعہ کے مقلد نہیں تھے، تو کیا وہ حق پر نہ تھے؟ اگر وہ حق پر تھے اور غیر مقلد تھے یعنی صرف قرآن پاک و حدیث شریف سے احکامات اخذ کر کے عمل فرماتے تھے تو آج بھی جو لوگ قرآن پاک و حدیث شریف سے احکامات اخذ کر کے عمل کریں وہی اہلِ سنت ہیں، وہی صحابہؓ کے نقشِ قدم پر ہیں وہی ناجی ہیں اور وہی اہلِ حق ہیں اور جو محض فقہ کے عامل ہیں، وہ ہیمان پرست ہیں اور بدعتی ہیں

یہ خیالات اہلِ حدیث اور ان جیسے خیالات رکھنے والے دوسرے مکتبہ ہائے فکر سے پیش کیے جاتے ہیں، ان کے یہ خیالات چند وجوہ کی بنا پر غلط ہیں (۱) صحابہؓ کرام صحبتِ خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تزکیہ و تصفیہ یافتہ پاک باطن تھے، جن کا ایمان شہودی تھا، صحابہؓ کے بعد اب تک ایمان کا یہ درجہ کسی کو حاصل نہیں ہوا، یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ آپس میں فرقِ مراتب رکھنے کے باوجود ساری امت سے افضل ہیں اور مجتہد ہیں صحابہؓ کرام کے فکر کی اساس عالمِ ملائکہ میں تھی، وہی علوم و معارف کے خزانے جو ان حضرات کے پاس تھے، جن سے قرآن پاک و حدیث شریف کے صحیح معنے و مرادیں حاصل ہوتی ہیں، ان کے اور ان کے شاگردوں کے بعد صرف کامل الایمان اولیائے امت میں رہے

(۲) صحابہؓ کے بعد تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا زمانہ آیا جو مندرجہ بالا طریقے پر تزکیہ و تصفیہ رکھتے تھے جن کے فکر کی رسائی عالمِ ملائکہ میں تھی اور مجتہد

کا نظام رکھتے تھے؛ اسی زمانے میں اسلامی سلطنت کی حدود بڑھ گئیں، اور بے شمار قومیں اسلام میں داخل ہوئیں؛ علم ظاہر تو ہر شخص حاصل کر لیتا تھا لیکن علم باطن جس کے ساتھ اخلاص، حقیقت اور تکمیل ایمان وابستہ ہے کا وہ اہتمام نہ رہا؛ اہل بصیرت کو خطرہ پیدا ہوا کہ اب آگے غیر تزکیہ یافتہ سیاہ باطن لوگ شارحِ قرآن پاک و حدیث شریف بن گئے تو شیطان کو فتنہ پھیلانے کا موقع مِل جائے گا، چنانچہ آئمہ اربعہ اور ان کے شاگردوں نے جو قرآن پاک و حدیث شریف پر پورا عبور رکھتے تھے اور تزکیہ و تصفیہ یافتہ پاک باطن تھے جو درجۂ ولایت سے سرشار تھے اور جنہیں تقوے و طہارت میں کمال حاصل تھا؛ جو ایمان میں کامل و اکمل تھے جن کے فکر کی رسائی عالم ملائکہ میں تھی؛ قرآن پاک و احادیث شریف سے حق و معرفت کے ساتھ معنیٰ اور مرادیں حاصل کر کے فقہ یا شریعت مدوّن کر دی؛ تاکہ عام لوگ خواہ عالم ہوں یا اَن پڑھ فقہ پر عمل کر کے قرآن پاک و حدیث شریف کے صحیح پیروکار ہو سکیں؛ اس وقت سپین سے لے کر ہندوستان تک مسلمانوں کی حکومت تھی اور یہ دائرہ پھیلتا جا رہا تھا؛ چنانچہ ہر اسلامی ملک نے کسی ایک امام کی تقلید کو اپنا لیا اور اس کی فقہ کو اپنے ملک کا قانون بنایا؛ چونکہ ہندوستان میں فقہ حنفی جاری رہی اس لئے ہند و پاک کے مسلمان اہلِ سُنت حنفی ہیں؛

۲:۔ اب یہاں آکر بات اُلٹ گئی ہے؛ آئمہِ اربعہ چونکہ پاک باطن تھے اس لئے انہوں نے صحابہ کرام رضؓ کے طریقے پر قرآن پاک و حدیث شریف سے احکام اخذ کئے ہیں؛ اور عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے وہ احکام کتابوں میں لکھ

لئے جسے فقہ یا شریعت کہتے ہیں: پس جو آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کا مقلد ہے وہی صحابہؓ کے طریقے پر ہے:

۴۱۔ اور یہ غیر مقلد اہل حدیث جو علم باطن سے کورا اور سیاہ باطن ہے ان کے طریقے پر چلنے والے دوسرے علماء جو بیعت کو غیر ضروری سمجھتے ہیں: یا جو کہیں بیعت بھی ہیں اور ان کے تزکیہ و تصفیہ کی وہ شان نہیں ہے جو آئمہ دین کی تھی: جو علوم و معارف عالم ملائکہ سے پانے کی اہلیت نہیں رکھتے: وہ جب قرآن پاک و حدیث شریف پر غور: فکر اور تدبر کرتے ہیں تو قرآن پاک و حدیث شریف کی سطروں کے نیچے معنے و مرادوں کی صورت میں اپنے نفسانی اوہام اور شیطانی خیالات کو پاتے ہیں: پس ثابت ہوا کہ یہ بزعم خود صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے والے نفس و شیطان کے پجاری ہیں اور ان کے مقلد یعنی انہیں علمائے دین اور بزرگان اسلام سمجھنے والے بھی احبار و رھبان پرست ہیں:

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے مقلد وہابی جو بڑے ہی تقیہ باز ہیں: اور اپنے ما فی الضمیر کو چھپانے کی مہارت رکھتے ہیں: جو تقلید آئمہ اور بیعت مشائخ کے قائل ہونے کا دعوے کرتے ہیں یہ بھی غیر مقلد ہیں: ان کے پیشواؤں نے دین کے بنیادی عقائد میں اختلاف کیا ہے اور فقہ کو چھوڑ کر اپنے "وہم" کو اپنایا ہے: ان کا یہ دعوے کہ ہم اہل سنت و جماعت ہیں جھوٹا ہے: ان کے پیشواؤں نے خدا کے لئے امکان کذب ثابت کیا ہے حالانکہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک یہ محال و ناممکن ہے: انہوں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی نیا نبی آجائے تو عقیدہ ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا

مرزائی آج تک ان کی یہ عبارت حجت کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اہل سنت اسے ناممکن سمجھتے ہیں۔ آپ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین فرمالیں۔ کہ ایمان دو رکن ہیں ۱۔ اقرار بالسان ۲۔ اور تصدیق بالقلب

بیعتِ سلاسل اربعہ:۔ آئمہ اربعہ کی تقلید سے آپ کو ایک رکن اقرار بالسان حاصل ہو گیا۔ آپ مسلمان ہو گئے۔ مسلمانوں کے مذہبی، مجلسی تمدنی اور قانونی حقوق آپ کو حاصل ہو گئے ہیں۔ آپ پر کفر کا فتوےٰ نہیں لگ سکتا۔ اور اس کا فائدہ آپ کو اپنی دنیوی زندگی تک ہے۔ اگر آپ موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت چاہتے ہیں۔ تو ایمان کے دوسرے رکن تصدیق بالقلب کو بھی حاصل کریں جس سے اخلاص اور حقیقت ایمان وابستہ ہے اور یہ رکن آپ کو سلاسلِ اربعہ میں سے کسی پاک باطن صاحبِ شریعت شیخ کی بیعت سے حاصل ہو گا۔ اگر آپ خوش بخت اور خوش نصیب ہیں اور آپ کو ایسے پاک باز مرشد سے نسبت حاصل ہو جائے تو پھر آپ نورِ ایمان کی چاشنی سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ اعمال صالح آپ سے اس طرح آپ سے اس طرح وارد ہوں گے۔ جیسے کستوری سے خوشبو ہر وقت جاری رہتی ہے۔ جنت کا لطف اسی دنیا میں معلوم ہونے لگے گا۔ سب فکر، پریشانیاں اور مجبوریاں جو دراصل روح کی بیماریاں ہیں۔ طبیب روحانیت کی معمولی توجہ سے دور ہو جائیں گی۔ کیوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی اسی نعمت کا وارث ہے۔ اور اسی کام کے لیے معمور ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقدر میں ایک جنت اور ایک جہنم لکھ دیا ہے:۔

جنّت کو حاصل کرنے کے لئے اس فیض کی ضرورت ہے جو آپ کی رُوح کو قوت دے کر نفس پر غالب کر دے؛ تاکہ آپ کے لئے نیک کام آسان اور بُرے کام مشکل ہو جائیں؛ جب تک آپ اس فیض کو حاصل نہیں کریں گے؛ بُرائی سے چھٹکارا نہیں پائیں گے؛ خواہ آپ اپنے طور پر کتنی ہی کوشش کریں؛ اور نہ نیکی پر حاوی ہوں گے؛ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جنت کو لکھا ہے تو یقین کریں کہ آپ کے لئے فیض و برکت کا حصّہ بھی کسی شیخ کے پاس مقرر کیا ہے؛ جس کا متلاشی ہونا اسے ڈھونڈنا اور پانا اس کے لئے جد و جہد کرنا آپ کا اپنا ہی کام ہے؛ اگر آپ اس کی تلاش و جستجو نہیں کریں گے تو اس نعمت سے محروم رہ جائیں گے اور نیکی پر حاوی بھی نہیں ہو سکیں گے جس کا ثمرہ جنت تھی؛ آخر کار برائیوں اور بدکاریوں میں غرق رہ کر جہنم ہی کے وارث بنیں گے؛ اس لئے فقیر کا مشورہ یہ ہے کہ اپنے بُرے کاموں پر راضی نہ ہوں؛ موت کا وقت مقرر نہیں ہے؛ کیا خبر کسی وقت اچانک آ جائے اور سنبھلنے کا موقعہ بھی نہ دے یا نیک کام کرنے کی مہلت ہی نہ ملے؛ اسی وقت توبہ کریں؛ بُری صحبت اور بُرا راستہ چھوڑ کر نیک صحبت اور نیکی کا راستہ اختیار کریں؛ لیکن نیکی پر قائم رہنا مشکل ہوتا ہے؛ اس پر قائم رہنے کے لئے مرشد کامل کی تلاش جاری رکھیں؛ وہابی کے جال سے بھی بچیں؛ اگر تو طلب میں سچا ہے تو مرشد کامل بھی اللہ تعالیٰ تجھے دکھا دے گا؛ اس سے فیض یاب ہو کر تو نیکی کو آسان اور بُرائی کو مشکل پائے گا؛

اس ساری بحث سے یہ ساری بات روز روشن کی طرح ثابت ہے

کہ اہلِ حق و نجات اہلِ سنت و جماعت ہیں، جو کہ آئمہ دین کے پیرو ہیں، جنہوں نے قرآن پاک و حدیث شریف کو حق و معرفت سے سمجھا ہے اور ان ہی کی پیروی قرآن پاک و حدیث شریف کے منشاء کے مطابق ہے اور یہی امت کا سوادِ اعظم ہے، جس کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کی آل پاکستان سنی کانفرنس میں مخالفین نے بھی تسلیم کیا ہے؛ اب دیکھنا یہ ہے کہ مخالفین اپنی مخالفت کو اور عناد کو چھوڑ کر اپنی عاقبت کی بھلائی کے لئے بڑی جماعت میں واپس آتے ہیں؛ یا بدستور علیحدہ رہ کر جہنم کی راہ لیتے ہیں، جیسا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جماعت سے علیحدہ رہا؛ وہ جہنم میں علیحدہ کیا گیا"، حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث شریف خاص کر اسی زمانے اور اسی وقت کے لئے ہے؛ گو ہدایت ہر زمانے کو عام ہے اہلِ سنت و جماعت ہی فرقہ ناجیہ ہے؛ اس لئے کہ اس کا قرآن پاک و حدیث شریف پر عمل آئمہ دین کے وسیلہ اور تقلید سے حق و معرفت کی بناء پر ہے جیسا کہ صحابہؓ کرام کا عمل حق و معرفت کی بناء پر تھا؛ جتنے گمراہ فرقے نکلے ہیں اس جماعت سے عقائد میں اختلاف کر کے نکلے ہیں؛ نکلنے والے صاحب معرفت نہیں تھے؛ نہ ان کے فکر کی رسائی عالمِ ملائکہ میں تھی؛ انہوں نے اپنے علمی بحر اور نفس و شیطان کے اغواء سے اختلاف کیا؛ اور اہلِ حق سے جدا ہو گئے؛ حالانکہ اہلِ حق سے اہلِ حق نے بھی مسائل میں اختلاف کئے ہیں چونکہ وہ اختلافات حق و معرفت کی بناء پر تھے؛ اس لئے انہوں نے کوئی علیحدہ فرقے نہیں بنائے جو جماعت ہی سے کٹ گئے ہوں؛ پس اس جماعت سے علیحدہ

ہونے والے فرقے اپنے وہم وگمان کے پجاری ہیں : قرآن پاک وحدیث شریف پر عمل کا انہیں صرف دھوکہ ہے : گمراہ علماء کی تقلید کرنے والے عوام احبار رہبان پرست ہیں جو کہ شرک ہے :

اے عزیز ! اگر تو بھی اپنے اہلِ سُنت سلف صالحین کے طریقے کو چھوڑ کر کسی گمراہ ٹولے کی گمراہ کن کتابوں کے چکر میں آکر دھیان پرست ہو گیا ہے تو توبہ کر اور اپنے سابقہ مسلک پر واپس آ تقلید آئمہ کو لازم جان اور کسی مرشدِ کامل سے ارشاد وتلقین حاصل کر کے ابدی نجات کی راہ حاصل کر :

سوال :- کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے تصدیق حاصل نہیں ہوتی : تصدیق حاصل کرنے کے لئے مرشد کامل کی بیعت ضروری ہے ؟

جواب :- نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لانے کے بعد تصدیق حاصل ہو جاتی ہے : لیکن آپ کی عظمت اور شان کے انکار کے بعد ختم ہو جاتی ہے : مرشدِ کامل یا اولیاء اللہ اپنے زمانے میں نائب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں : ان لوگوں کے انکار اور مخالفت سے بھی تصدیق باتعلب نہیں رہتی : اخلاص اور حقیقتِ ایمان انہیں سے وابستہ ہے ان کے علاوہ اور کہیں سے حاصل نہیں ہوتے : مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے : وہابیت کی اشاعت اور اس نظام کے منتشر ہونے کے سبب مذہب اور ایمانوں میں وہ قوت نہیں رہی اس لئے معاشرے میں بھی وہ صالحیت نہیں رہی جو اسلاف میں تھی : گناہ بدکاری اور برائی کے بڑھنے کی وجہ بھی یہی ہے :

حقیقتِ اسلام

آپ جب کلمہ شریف "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھ چکے تو مسلمان ہو گئے؛ اس میں آپ نے دو باتوں کا اقرار کیا ہے؛ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؛ یعنی آپ نے نبی پاک کو اللہ تعالےٰ کے نائب کی حیثیت سے تسلیم کر لیا؛

لہ الخلق والامر — صرف اسی کی مخلوق ہے اور صرف اسی کا حکم ہے؛

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ — نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر تاکہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے؛

پہلے فرمایا کہ خلق اللہ کی ہے اور فرمان بھی اسی کا ہو؛ اب فرمایا ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے؛ اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے؛ ظاہر ہے کہ اطاعت امر میں ہوگی؛ گویا رسول کے امر کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہوگی؛ یہ امر ماسوا کا امر نہ ہوگا؛ اور نہ ہی اطاعت من دون اللہ ہوگی؛ اس لئے کہ رسول اللہ تعالیٰ کا خلیفہ و نائب ہے؛ پس آقا اور نائب کے معاملے میں دوئی نہیں ہوگی؛ یہاں فرق پیدا کرنے والے ابلیس کا پیرو کار ہوگا جو نظام خلافت و نیابت کا منکر ہے۔ یہی حال دوسرے معاملات میں ہے

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں؛ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں؛

گو عبادت اور استعانت اللہ تعالیٰ کی ہونی چاہیئے؛ اور اس کے غیر کی عبادت اور استعانت ناجائز ہے؛ حرام ہے اور شرک ہے؛

یا ایہا الذین آمنوا استعینو بالصبر والصلوٰۃ — اے ایمان والو مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے؛

خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور استعانت کا لفظ استعمال ہوا یعنی مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے؛ صبر اور نماز دونوں نیک عمل ہیں؛ رب کریم کے ما سوا ہیں؛ چونکہ انہیں دربارِ احدیت میں مقبولیت حاصل ہے؛ اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کے غیر نہیں ہیں؛ یعنی نہ اللہ ہیں اور غیر اللہ بلکہ مقبولِ بارگاہ رب العزت ہیں؛ اس لئے ان سے مدد و استعانت حاصل کرنا کوئی شرک نہیں ہے کوئی کفر نہیں ہے؛ غیر اللہ ابلیس لعین ہے یا اس سے تعلق رکھنے والے اعمال و رجال اور بت وغیرہ؛ پس اعمال صالح اللہ تعالےٰ کے غیر نہیں ہیں؛ اس لئے رجال صالح بھی اللہ تعالیٰ کے غیر نہیں ہیں جو بہر حال اعمالِ صالح سے افضل ہیں اور مقبولِ بارگاہ ہیں؛ رجال صالح سے مدد و استعانت حاصل کرنا؛ ان کی مقبولیت کی وجہ سے ہے جو انہیں دربار رب العزت میں حاصل ہے؛ اس لئے یہ نہ شرک ہے اور نہ کفر قرآن پاک کی وہ آیات جو غیر اللہ کے لئے ہیں؛ ان پر چسپاں کرنا یہ انبیاء ہوں یا اولیاء سخت بے انصافی اور بے شرمی ہے

اب رہا عبادت کا معاملہ تو اس کے دو مطلب ہیں؛

عبد؛ بمعنی بندہ؛ غلام؛ فرمانبردار؛ خدمت گذار

عبد؛ بمعنی عبادت و پرستش کرنے والا؛ بندگی؛ رکوع اور سجود کرنے والا

پس پہلے معنے کے لحاظ سے کسی خدا کے بندے مقبولِ بارگاہ سے اپنی نسبتِ عبدیت کرنا سعادت مندی ہے؛ اور اس لحاظ سے غلام محمد؛ غلام نبی عبدالرسول؛ عبد العلی؛ غلام غوث وغیرہ محبوب نام ہیں؛ ان میں کوئی شرک نہیں ہے؛ شیطان کی پارٹی ہی ان کو مٹانے کے پیچھے پڑی ہے البتہ دوسرے معنے کا تصور بھی کرنا چاہیئے؛ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے؛ ہاں پہلے معنے کے لحاظ سے نسبتِ عبدیت کسی ایسے شخص یا بُت سے کرنا جو شیطان کا منظورِ نظر ہے تو یہ شرک ہے؛

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اللہ تعالیٰ کی نیابت و خلافت کے طور پر ہے؛ اور اولیاء کرام کی غلامی رسولِ خدا کی نیابت کے طور پر لہذا یہ غلامی اللہ ہی کی بندگی ہے؛ البتہ جو عبدیت خلفاء الٰہی کی عبدیت سے ہٹ کر ہے؛ وہ شیطان کے اغواء سے ہے اور نامقبول ہے شرک ہے اور کفر ہے؛ ابلیس کی طرح خود پرستی ہے؛ آخر ابلیس بھی تو خدا کو واحدِ لاشریک مانتا ہے؛ صرف خلافتِ الٰہی کا منکر ہے؛ پس جو کوئی خلافتِ الٰہی کا منکر ہے اور خلفاء اللہ کو اللہ کا غیر سمجھتا ہے؛ وہ ابلیس کا پیروکار ہے؛ شیطان الانس میں سے ہے؛ لعنتی ہے اور راندۂ بارگاہِ رب العزت ہے؛

یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیئے؛ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اسماء و صفات کے سوا جو کچھ ہے اسے ماسوا کہتے ہیں اور ماسوا میں دو گروہ ہیں؛ ۱؛ حزب اللہ ۲؛ حزب الشیطان پس یہ حزب الشیطان غیر اللہ ہے؛

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ط — اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ان کو کوئی نہیں جانتا، اس کے سوا

ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيْهِ إِلَيْكَ — یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تجھ کو بھیجتے ہیں ؛

پہلی آیت میں فرمایا ہے کہ غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، اور غیب کی باتیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ؛ اس سے ان لوگوں کی غیب دانی کی نفی ہو گئی جو کاہن، رمّال اور جوتشی تھے۔ اور بعض لوگ جنات کو غیب دان جانتے تھے اور یہ ابلیس کی پارٹی تھی ؛ پس ابلیس کی پارٹی سے علم غیب کی نفی کی گئی ؛ اس لئے کہ ان کا تعلق اللہ سے صحیح نہیں ہے فرمایا۔ یہ غیب کی خبریں ہیں۔ اے نبی ہم تجھ کو بھیجتے ہیں ؛ معلوم ہوا کہ غیب کی خبریں یا غیب کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ، رسولؐ، نبیؐ، خلیفہؐ اور نائبؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو عطا فرمایا ہے ؛ پھر آپ کے وسیلے سے آپ کے نائبین اور خلفاء جو اولیاء اللہ ہیں کو دیا گیا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا ؛ اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت جس طرح شیطان کی پارٹی سے علم غیب کی نفی کر رہی ہے۔ اسی طرح دوسری آیت خلفاء اللہ کے لئے علم غیب کی عطا کا اثبات کر رہی ہے ؛ پس یہ کہنا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے علم غیب کسی کو نہیں دیا۔ اپنی طرف سے ہے ؛ صاف انکار ہے اور کفر ہے۔ دینے والا دے ؛ لینے والا لے ؛ تیسرا کیوں انکار کرے۔ منکر کا فر ہونا یہی بات ہے ؛ مومن ماننے والے کو کہتے ہیں۔

تینوں مرتبے امر، استعانت اور علم غیب جو اللہ تعالیٰ کے خاص مراتب ہیں
اللہ تعالیٰ کی نیابت کے طور پر خلفاء اللہ کے لئے بھی ثابت ہو گئے آخر
خلافت بلند منصب نہیں تھا؟ اس میں کوئی عظمت نہیں تھی خلفاء اللہ
اور بادشاہیں کوئی فرق نہیں تھا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی برگزیدہ فرمانبردار
اور پیاری مخلوق ملائکہ کو سجدہ کا حکم کیوں دیا تھا جو انتہائی انکساری کا عمل
ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے۔ غیر کے لئے شرک ہے۔ پس ثابت
ہوا کہ خلیفۃ اللہ ماسوا اللہ ضرور ہے۔ لیکن غیر اللہ ہرگز نہیں ہے خلیفۃ اللہ
کا سب سے بڑا مخالف اور دشمن ابلیس لعین ہے۔ یا پھر اس کے پیروکار انسان جو
دن رات اس کوشش میں ہیں۔ اور ایسی چالیں چلتے ہیں، جن سے خلفاء الٰہی
کی عزت عظمت اور بزرگی میں کمی واقع ہو۔ لوگوں کو اس راہ سے پھیرنا ان کا
کام ہے جو ملائکہ کا راستہ ہے۔ کیونکہ شیطان لعین نے انہیں باور کرا رکھا ہے
کہ یہی راہ توحید ہے اور کارِ ثواب ہے۔ خلفاء اللہ کو اس نے بُت گمان
کرایا ہے۔ ان کی عظمت اور شان کو شرک بنایا ہے۔ تاکہ اس کے گھڑے
کی مچھلیاں خلافت الٰہی اور خلفاء اللہ سے پوری طرح متنفر ہو کر جہنم کو اپنے لئے
خاص کر لیں۔ خلفاء اللہ کی تعظیم اور فرمانبرداری کر کے رضائے الٰہی کو پا کر جنت
میں نہ چلے جائیں۔ اور اس طرح ہاتھ آیا ہوا شکار نکل نہ جائے۔

کلمہ طیبہ میں لا الہٰ الا اللہ کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں
ہے۔ کوئی ایسی ہستی نہیں ہے۔ جس کی اطاعت کی جائے کوئی ایسی
شخصیت نہیں ہے۔ جس سے مدد مانگی جائے کوئی ایسا فرد نہیں ہے جو

غیب کا علم رکھتا ہو؛ قرآن پاک میں جہاں جہاں غیر اللہ سے ان امور کی مطلق نفی کی گئی ہے وہ اسی مطلب پر دلالت کرتے ہیں؛

لیکن دوسرا جزو محمد الرسول اللہ میں بتایا گیا ہے؛ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے فرستادہ ہیں؛ ہمارے نبی و رسول ہیں؛ ہمارے خلیفہ و نائب ہیں؛ ان کی فرمانبرداری ہماری فرمانبرداری ہے؛ ان کی غلامی ہماری غلامی ہے؛ ان کے امر کی نافرمانی ہماری نافرمانی ہے؛ ان سے امداد و استعانت طلب کرنا ہم سے طلب کرنا ہے؛ اگر یہ کسی گناہ معاف کرانے کے لیئے دعا مانگیں تو ہم منظور فرمالیں گے انہیں علم غیب ہم نے عطا کیا ہے؛ پس امور غیب کے متعلق ان کی خبریں؛ عرش؛ کرسی؛ لوح؛ قلم؛ سات آسمان؛ زندگی بعد الموت؛ عذاب قبر قیامت اور دیگر لاکھوں؛ کروڑوں؛ اربوں امور کے متعلق معلومات ہماری طرف سے ہیں جو ان کے علم غیب کا منکر ہے؛ وہ ہمارا منکر ہے گویا اللہ تعالیٰ واحد ذات پاک ہے اور مظہر شانِ الوہیت حضرت محمد مصطفٰے اخیر الورا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؛

جو سالک اپنے رب کریم کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنا چاہے؛ تو وہ آپ کے وسیلہ سے واصل ہو گا؛ آپ کی نبوت و رسالت کا منکر یا آپ کی عظمت و شان کا منکر کبھی واصل نہیں ہو گا؛ منافق قسمیں کھا کر آپ کو یقین دلاتے تھے کہ ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں؛ لیکن شانِ رسالت کے منکر تھے؛ اسی لیے اسی وقت رب کریم نے وحی بھیجی؛

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ جب آئیں تیرے پاس منافق کہیں

اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ٥

ہم قائل ہیں تو رسول ہے اللہ کا، اور اللہ جانتا ہے کہ تو اسکا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔

اے نبی تم اللہ کے رسول ہو، اور یہ منافق جھوٹے ہیں۔ ان کے زبانی اقرارِ رسالت کو قبول نہ کیا گیا۔

اب وہابیت کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کی تلخیص "تقویت الایمان" سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے، جو وہابیہ پاک و ہند کی مایہ ناز کتاب ہے۔ صاحب "تقویت الایمان" اس کتاب کے صفحہ نمبر، پر رقم طراز ہیں" کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے، اور ان کو ان کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی (نبی و ولی) سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے"۔

اسی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ :-

" ابلیس بھی اللہ کی توحید کا منکر نہیں تھا، بلکہ اسے واحد لاشریک سمجھتا تھا، مقرب بارگاہ تھا، اور ملائکہ میں رہتا تھا، اور کسی ہستی کو اللہ کا شریک نہیں سمجھتا تھا، مگر یہی خلافت و نیابتِ الٰہی کا انکار کیا، تکبر کیا اور اپنے آپ کو بڑی شے سمجھا، خلیفۂ خدا کی عظمت و بزرگی کا منکر ہوا، اس کی

تعظیم کو رضائے الٰہی کا وسیلہ نہ بنایا۔ تعظیم عظمت و شانِ خلافت کا انکار کیا۔ یہی اس کا کفر و انکار تھا۔ اسی بنا پر ملعون ہوا۔ اور دربارِ الٰہی سے نکالا گیا۔ سو جو کوئی عظمت و شانِ نبوت و ولایت کا انکار کرے گو کہ زبانی طور پر نبوت و ولایت کا اقرار کرتا ہو، سو ابلیس اور وہ کفر و لعنت میں برابر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت عطا فرما دی۔ تو سب نے دیکھ لیا اور مان لیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اس امر واقعے سے ابلیس بھی انکار نہیں کر سکتا۔ پس اس کا انکار تعظیم، عظمت و شانِ خلافت سے ہے۔ یہ بھی نہیں کہتا کہ یہ مراتب اللہ تعالیٰ نے اسے نہیں دیئے۔ اس کا اعتراض اس میں ہے۔ کہ یہ مراتب رب نے اسے کیوں دیئے ہیں۔ مجھے کیوں نہیں دیئے۔ گویا شیطان لعین مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت، عزت، عظمت اور شان عطا فرمائی ہے۔ کیوں کہ ان باتوں کا وہ عینی شاہد ہے۔ اس کا کفر اس بات میں ہے۔ کہ خلافتِ الٰہی کی عظمت و شان کو اس نے اپنے دل میں جگہ نہ دی۔ پس جس کسی کے دل میں انبیاء علیہ السلام اور خصوصاً نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اولیائے امت جو خلفاء اللہ ہیں کی عظمت و شان نہیں ہے، تو وہ "شیطان کا بھائی ہے۔"

حقیقتِ وہابیت

ابلیس لعین چونکہ پرانی سرگرمی رکھتا ہے۔ اور رازِ حقیقت سے آشنا

ہے؛ اس لئے یہ جانتا ہے کہ نظامِ خلافت اب کہاں ہے اس لئے اس نے ایک پروگرام بنایا کہ اگر خلفاء اللہ کو بُت باور کرا لیا جائے؛ اور ان کے مقابرو آستانوں کو بُت خانے؛ اور ان تمام آیاتِ قرآن و احادیث کو جو بتوں اور بُت خانوں کے خلاف ہیں؛ ان پر چسپاں کر دیا جائے؛ اس نئے فکر اور نئی توحید کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی جائے تو مُدعا آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے؛

پھر ایسے لیڈر کی جستجو ہوئی؛ جو اس کام کا جھنڈا اٹھائے؛ چنانچہ بارھویں صدی ہجری میں ایک بد نصیب شخص کو شیاطین نے بہت کوشش کے بعد تلاش کر ہی لیا؛ جس نے نہ صرف اس فکر کو اپنایا؛ بلکہ اس نئی توحید کا پرچار کرنے کے لئے بھی تیار ہو گیا؛ یہ کم نصیب شخص محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا؛ جو وہابی فکر اور وہابی توحید کا اصل بانی ہے؛ شیطان نے جب اسے توحید کی یہ رمز سمجھائی اور یہ زاویہ نگاہ عطا کیا تو اس کم نصیب کو اولیاء؛ انبیاء اور جن و شیطان اور بھوت و پری ایک ہی قطار میں دکھائی دینے لگے؛ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مثل اور اپنے بڑے بھائی دکھائی دینے لگے؛ مقابر اولیاء بُت اور بُت خانے معلوم ہونے لگے اپنے زمانے کے مسلمانوں پر جو نگاہ کی تو سب مشرک اور بُت پرست دکھائی دینے لگے پس ابلیس یہی چاہتا تھا کہ کچھ لوگ اولیاء الشیطان بن جائیں؛ اور حزب الشیطان تیار ہو جائے؛ کیوں کہ جو لوگ اولیاء الشیطان کی عظمت اور بزرگی تسلیم کر لیں گے؛ وہی حزب الشیطان ہوں اور وہی مشرک

ہوں گے؛ خواہ اپنے آپ کو بہت بڑا موحد ہی گمان کرتے رہیں۔

اس طرح صرف بتوں کا تبادلہ ہو گیا؛ یعنی پہلے زمانے میں ابلیس جب کسی امت کو گمراہ کرتا تو ان کے صلحاء کے نام پر پتھر کے بت بنواتا؛ پھر دھوکہ دے کر ادب و تعظیم کے وہ سارے طریقے جو انبیاء و صلحاء سے البتہ ہوتے ہیں، جو ان نیک بختوں کے لیے جائز تھے؛ اور عین توحید تھے اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی رضا تھی؛ بتوں کی طرف منتقل کراتا؛ اس طرح لوگ صرف نام کے دھوکے سے شیطان کی پوجا کرنے لگتے؛ ادب تعظیم کے طریقے جب بتوں سے منسوب ہو جاتے تو عین شرک و کفر بن جاتے؛ اس طرح مخلوقِ خدا شرک و بت پرستی میں ملوث ہو جاتی اور ابلیس اپنا مقصد پالیتا؛

لیکن اس امت میں بت پرستی کی مذمت اتنے زور دار طریقے سے ہوئی ہے کہ بت پرستی کے نام پر خالص مشرک بھی شرمانے لگے ہیں؛ شیطان کے لیے ناممکن تھا؛ کہ وہ اس امت سے پتھر کے صنم پجواتا؛ اس لیے اس نے نئے فکر اور نئے اصول وضع کیے؛ اور ان کی تبلیغ کے لیے نئے مبلغ تیار کیے؛ پھر انہیں بطور بت استعمال کیا؛ جو لوگ ان اصولوں کے پجاری بننے کے لیے تیار ہو گئے؛ انہیں ایک پارٹی بنا دیا اور ان کا نام مشرک کی بجائے موحد رکھ دیا؛ اور اس طرح توحید کے نام پر شرک کو پھیلایا؛ خلفاء اللہ سے تعظیم، عظمت اور شان کی پُر زور طریقے پر نفی کی اپنے دوستوں کے لیے ان مراتب کا دھڑلے سے اثبات کیا؛ اگر کسی نے

یہ تماشا دیکھنا ہو تو علامہ ارشد القادری صاحب کی کتاب "زلزلہ" کا مطالعہ کرے اسے سب کچھ معلوم ہو جائے گا؛

ابلیس خلفاء اللہ کا بدترین دشمن ہے جو انبیاء اور اولیاء اللہ ہیں جب اس نے آدم علیہ السلام کی خلافت کو تسلیم نہ کیا؛ تو آپ کی اولاد کی خلافت کو کیوں تسلیم کرتا؛ اس لئے اپنے متبعین کو بھی اس نے اولیاء اللہ کا مخالف اور دشمن بنایا ہے؛ مگر دھوکہ سے؛ دھوکہ سے اس لئے کہ شرکت و بدعت کی جو تصویر ہی اس نے تیار کر کے دی ہے اس کے لحاظ سے یہ لوگ یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ ہم شرک و بدعت کے مخالف ہیں؛ اولیاء اللہ کے مخالف نہیں ہیں؛ یہ صرف نفس اور شیطان کا دھوکہ ہے؛ جب تم نے مزاراتِ اولیاء کو بت قرار دیا اور اولیاء کے ادب و تعظیم کو شرک بنایا تو خدا اور اولیاء دونوں کی مخالفت کی؛ جب خدا کے دشمن کے اغواء میں آگئے تو خدا کے دشمن ہو گئے؛ صرف یہی نہیں بلکہ دل پر پردے پڑنے؛ اور دماغ الٹے گذشتہ بارہ سو سال کے عمل سلف صالحین میں بے شمار جائز؛ مباح اور مستحب کام انہیں بدعت اور شرک دکھائی دینے لگے؛

یہی نہیں ابلیس نے دین و مذہب کی بنیادیں ہلا دی ہیں؛ اسلام کے خاص خاص اصولوں پر تیشہ چلایا ہے چنانچہ اس نے پہلا حملہ تقلیدِ آئمہ اربعہ پر کیا ہے؛

سب سے پہلا تیشہ اس نے تقلید پر چلایا اور اسے بدعت کہا اور

یہ دلیلیں دینے لگا کہ فقہ کے چاروں امام سو ڈیڑھ سو برس بعد میں پیدا ہوئے جن کی تقلید کی جاتی ہے، تو کیا ان سے پہلے کے مسلمان حق پر نہیں تھے جو ان اماموں کے مقلد نہیں تھے، اور دین کو قرآن وحدیث سے سمجھ کر عمل کرتے تھے، یہ بڑی بھاری دلیل ہے اور بظاہر اس کا وزن کوہ گراں سے بھی بڑھ کر ہے، لیکن حقیقت یہ ہے، کہ قرون اولیٰ کے مسلمان تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب میں اتنے کامل تھے کہ وہ فکر کر کے عالم ملائکہ سے قرآن وحدیث کے معنٰے اور مرادیں پاتے تھے، اس لئے ان کا درجہ مجتہد کا تھا، قرون وسطیٰ میں جب وہ حالت نہ رہی تو صفائے باطن مجتہدین نے اسلاف کے طریقے پر عالم ملائکہ سے علوم ومعارف حاصل کر کے اور اسی علم کے مطابق قرآن وحدیث کے معنٰے اور مرادیں سمجھ کر فقہ مدون کر دی، تاکہ وہ لوگ جو اجتہاد کا یہ درجہ نہیں رکھتے، حق وانصاف کی بنا پر قرآن پاک وحدیث شریف پر عمل کر سکیں،

اب میں غیر مقلدین سے پوچھتا ہوں کہ آپ میں سے بھی کوئی ایسا تزکیہ وتصفیہ یافتہ صفائے باطن عالم دین ہے جس کے فکر کی رسائی عالم ملائکہ میں ہو اور حق ومعرفت کی بنا پر قرآن وحدیث کے معنٰے اور مرادیں سمجھتا ہو، اگر ایسا نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے، تو آپ کا جو عالم بھی قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر فکر کرتا ہے اس کی رسائی عالم ملائکہ میں نہ ہونے کی وجہ سے شیاطین اثر انداز ہو جاتے ہیں، اور اس کی فکر کو پھیر کر غلط معنٰے اور مرادیں وہم وگمان میں ڈال دیتے ہیں، اور وہ بھی

سمجھتا ہے کہ یہ قرآن وحدیث کے معنے ہیں؛ اب آپ ہی انصاف فرمایئے کہ
کیا وہ مقلدِ آئمہ حقیقت میں قرآن وحدیث پر عمل کرنے والا نہیں ہے؛ اور
یہ غیر مقلدِ قرآن وحدیث کے پردے میں اپنے وہم وشیطان کا پجاری نہیں
ہے؛ یقیناً ایسا ہی ہے؛ تقلیدِ آئمہ شیطان کو اس لئے ناپسند ہے کہ اس
طرح اسے کوئی عمل دخل نہیں رہتا۔ پس ثابت ہوا کہ جو مقلدِ آئمہ ہے؛ وہی
اہلِ سُنت ہے اور جو ایسا نہیں ہے وہی اہلِ بدعت ہے؛ غیر مقلدین کے
علماء اپنے اوہام وخیالات کے پجاری ہیں؛ ان علماء کی تقلید کرنے والے بھی
احبار ورہبان پرست ہیں؛ اس طرح شیطان نے بعض لوگوں کو تقلید سے
منحرف کر کے شرک میں ملوث کیا ہے؛

ایمان بالغیب

ابلیس نے دوسری ضرب علم غیب پر لگائی ہے؛ اللہ تعالےٰ نے اپنے
کلام مجید میں سب سے پہلے یہ شرط لگائی ہے؛ کہ میری اس کتاب سے خوف
خدا اور ہدایت صرف اس شخص کو حاصل ہوں گے جو غیب پر ایمان
لائے گا!

الٓمٓ ۝ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ — یہ کتاب ہے؛ نہیں شک بیچ اس کے
ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ — ہدایت ہے ڈرنے والوں کے لئے وہ
بِالْغَیْبِ — جو ایمان لاتے ہیں غیب پر

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ غیب کیا ہے؛ جس پر ایمان لایا جاتے ظاہر ہے

کہ غیب وہ امور ہیں جن کا جاننا انسان کی دسترس سے باہر ہے جب تک
اللہ تعالےٰ اس کا علم نہ عطا فرماوے، جیسے جنت، جہنم، سات آسمان، ملائکہ
ارواح، لوح محفوظ اور دوسرے بے شمار وبے انداز معاملات۔

ایمان بالغیب بس یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد
مصطفےٰ احمد اکبر اعلیٰ اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے، جس میں سے
بعض باتوں کی آپؐ نے اپنی امت کو خبر دی ہے۔ پس جو کچھ علم غیب رب
پاک نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا ہے۔ اس پر ہمارا
ایمان ہے۔ یاد رکھو ہدایت اور تقوےٰ اسی ایمان سے وابستہ ہے

جب اس عقیدے کی اتنی اہمیت ہے تو شیطان اسے کیوں خالی چھوڑتا
وہ یہی دو باتیں تو انسان سے مٹانا چاہتا ہے کہ اس کے دل میں خوفِ خدا
نہ ہو، اور یہ ہدایت پر بھی نہ ہو، پس اس نے اپنے پیروکاروں کو یہ سمجھایا
کہ علم غیب اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، کسی دوسرے کے لئے
یہ نسبت کرنا شرک ہے، اور استدلال کے لئے وہ آیات قرآنی پیش کیں،
جن میں رب کے ذاتی علم کی تخصیص کی گئی ہے۔ جب یہ منطق بعض دماغوں
میں بیٹھ گئی تو وہ کبھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب عطائی
کے منکر ہو گئے۔ پس انکار ایمان کا ہادم ہے، لہٰذا ایمان بالغیب نہ رہا اور
ہدایت وتقوےٰ بھی نہ رہا، جو اس سے تعلق رکھتا تھا۔ اب اگر ان لوگوں
کے نفس کو یہ دھوکہ ہو کہ وہ ان امور غیب پر ایمان رکھتے ہیں جو قرآن و
حدیث میں مذکور ہوتے ہیں، تو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان امور

کا علم بھی تو بذریعہ وحی یا الہام نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوا، یہ علم بھی تو لوحِ نبوت میں مندرج ہے، جب تم نے حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب عطائی کا انکار کیا تو اس کا بھی انکار ہو گیا اور انکار کی موجودگی میں اقرار نفاق کو مستلزم ہے۔ ایمان کو تو نہیں، اور اس پر ظلم یہ کیا کہ جو امر ایمان کی بنیاد تھا اسے شرک بتایا، اب اس کا حساب لگانا آپ ہی کے ذمہ ہے،

بہر حال ابلیس نے اپنا کام کر لیا، جو وہ کرنا چاہتا تھا،

ذاتِ کریم

ابلیس نے تیسرا حملہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے بارے میں کیا لوگ "قل انما انا بشر مثلکم" سے اشتباہ میں پڑ گئے ہیں، حالانکہ یہ آیت مقدس ایک خاص مقصد کے لئے کلام پاک میں لائی گئی ہے، گذشتہ زمانے کے لوگ انبیاء کو الوہیت میں شریک کرتے تھے، یا تو انہیں خدا کا بیٹا کہتے جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا، اور یہودیوں نے حضرت عزیز علیہ السلام کو، بعض لوگ اتحاد اور حلول کے قائل ہوتے بعضوں نے دیوتا بنایا اور انبیاء کے ابنِ آدم ہونے کے منکر ہو گئے۔ اس آیت مقدس کو قرآن پاک میں لا کر غلو کا یہ راستہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کرایا گیا، کہ میں بھی اسی طرح ابن آدم علیہ السلام ہوں جیسا نسبی تعلق تم رکھتے ہو، پس مثلیت صرف نسبی تعلق میں ہے، اور کسی معاملہ میں مثلیت نہیں ہے، آپ کے خصائص اتنے ہیں کہ کسی خاصیت

میں بھی کوئی آپ کا مثل نہیں ہے۔ چند خصائص بطور مثال یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ آپ کے وجود انور میں نورانیت کا غلبہ تھا، جس کی وجہ سے آپؐ کا سایہ مبارک زمین پر نہیں پڑتا تھا، آپؐ کا پسینہ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا، آپؐ کا رخ منور اتنا نورانی تھا، کہ سخت اندھیرے میں صاف روشن دکھائی دیتا تھا، آپؐ کا بول براز پاک خوشبودار تھا، بہرحال اس طرح کے خصائص بہت ہیں جن کی بناء پر کوئی شخص بھی کسی خاصیت میں آپؐ کا مثل نہیں ہو سکتا، اس تفصیل اہل سنت کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے جہاں احادیث سے ثبوت دیئے گئے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ہیں یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مثل ہیں سخت بے ادبی ہے، دیکھو اللہ تعالٰے نے بھی نہیں فرمایا کہ تم انسانوں کے مثل ہو، بلکہ آپؐ کو فرمایا کہ آپؐ فرما دیجئے

پس اسی لفظ مثل کو بہانہ بنا کر ابلیس نے یہ کاروائی کی ہے کہ مسلمانوں میں سے اپنی وہابی پارٹی میں داخل ہونے والوں کے دلوں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان نکال لی جس سے ادب اور محبت کا تعلق تھا، آپؐ کی قدر ان کے دلوں میں بڑے بھائی کے برابر رہ گئی، یا اتنی جتنا عبداللہ بن ابی سلول اور اس کی جماعت منافقین کے دلوں میں تھی!

ایک واقعہ لکھا ہے، کہ جس رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف پر تشریف لے گئے اور واپس آئے تو صبح کو یہ واقعات مسلمانوں کو بیان

فرماتے ہیں جنہیں ابوجہل نے بھی سُن لیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کہیں باہر تشریف لے گئے تھے، جب واپس آتے تو کچھ فاصلہ آگے ابوجہل آپؓ کو ملا اور عرض کیا کہ تیرا صاحبؐ کہتا ہے میں ایک ہی لمحے مکہ سے بیت المقدس گیا ہوں وہاں انبیاء کو نماز پڑھائی ہے، پھر ساتوں آسمانوں کی سیر کی، جنت و جہنم مشاہدہ فرمایا وغیرہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم نے فوراً تصدیق فرمائی اور اس بیان کو سچ بتایا، چونکہ اس سارے بیان میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تھی، اس لیے اس بات کا کوئی ثبوت نہ مانگا، حتیٰ کہ یہ تک نہ دیکھا کہ راوی کون ہے، ثقہ ہے یا غیر ثقہ اس کی یہ بات جو اس نے بیان کی ہے، ضعیف ہے یا قوی "اللہ اکبر" اس کو کہتے ہیں صدق یہ ہے اخلاص یہ ہے وفا یہ ہے ایمان، ایک یہ لوگ بھی ہیں کہ آپؐ کی فضیلت اور مناقب میں اگر احادیث بھی پیش کرو جو بہر حال صحابہ کرامؓ کی بیان کی ہوئی ہیں، جن کے درجے کو کوئی اولیاء اللہ بھی نہیں پہنچ سکتا تو یہ لوگ انہیں ضعیف بتا کر فضائل ومناقب، حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کر دیتے ہیں، آپ کے محبوب کا خط آتے تو اُسے چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں، نام آئے تو اس کے نام کے تصوّر کو چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں، اس لیے یہ محبت کا تقاضے ہے۔

آذان میں نام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سُن کر اس پیارے نام کے تصوّر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چوم کر آنکھوں سے لگایا، اس فعل کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا، حدیث شریف موجود ہے،

مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ (ذکر کیا اسے دیلمی نے فردوس میں) مقاصد حسنہ

جس طرح میرے خلیل (صدیق رضی اللہ عنہ) نے کیا جو بھی ایسے کریگا اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو گئی

اسی انگوٹھے چومنے کے موضوع پر پانچ حدیثیں اور بھی ہیں:

جنہیں اویسی صاحب نے اپنے رسالے "انگوٹھے چومنے کا ثبوت" میں درج فرمایا ہے: اہلِ تحقیق وہاں دیکھ سکتے ہیں۔ جمہور مسلمین اسے مستحب فعل سمجھتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ عمل نہ کرنے والے کو گناہ گار نہیں سمجھتے؛ بشرطیکہ وہ بدعت سمجھنے والا نہ ہو۔ لیکن شیطان کو یہ بات کیسے پسند ہوتی کہ مسلمان اپنے پیارے نبی کا پیارا نام چوم کر آنکھوں سے لگائیں اس نے کہہ دست سے اس کے خلاف بدعت کا فتوے لے ہی لیا ایک طرف تو خلیفہ اول تک ان تمام بزرگانِ اسلام کو بدعتی کہلوایا جو اس پر عمل کرتے رہے دوسری طرف ان سب مسلمانوں کو اس سعادت سے محروم کیا جو اس پاک اور پیارے نام سے آنکھیں ٹھنڈی کیا کرتے تھے: ایک پنتھ دو کاج اسی کو کہتے ہیں:

یہی نہیں اس نے میلادِ مبارک میں قیام کو ناجائز کہا؛ کیوں کہ اس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہے: یا رسول اللہ کہنے کو ناجائز کہا اس لیے کہ یہ صحابہ رضی کا عمل ہے اور صلوٰۃ وسلام پڑھنا ان کے نزدیک بدعت ہے: اس لیے کہ اللہ اور ملائکہ بھی صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں جو قرآن پاک سے ثابت ہے: یہ ہے ابلیس لعین کو رہنما بنانے کا نتیجہ خدا اور ملائکہ کو

بھی نہ چھوڑا!

اولیاءؒ اللہ

ابلیس نے جو نشانہ اولیاءِ کرام کو بنایا!

ایک جائز کام کو کرنے کے لئے ہر صحیح رسم اور صحیح طریقہ جائز ہے! کیا
نبی پاک صلعم کے زمانے اس طرح کی تبلیغی جماعتیں ہوتی تھیں جو مسلمانوں سے
دعوت قبول نہ کریں۔ کیا یہ سہ روزہ کی رسم اور چلہ کی رسم اس وقت بھی تھی
کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے؟ کیا یہ عصر کی نماز کے بعد گشت ہوتی تھی۔
لوگوں کو گھیر کر مسجد میں جمع کیا جاتا تھا؟ کیا یہ سب رسمیں احادیث صحیح سے
ثابت ہیں؟ اگر نہیں! ایک مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ایجاد کی گئی ہیں
تو سابق رسمیں کیوں بدعت ہوں جو اچھے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ایجاد
کی گئی تھیں!

کیا یہ ہفتہ وار اجتماع! سالانہ ضلعی اجتماع یا پورے ملک کی سطح پر اجتماع
اور ان میں نمائشیں، سہ روزہ! ہفت روزہ تربیت گاہیں احادیث سے ثابت
ہے! کیا یہ چندے کر کے روٹی کا انتظام احادیث سے ثابت ہے
یہ تقسیم اسناد کے سالانہ جلسے جن کی تاریخیں مقرر کی جاتی ہیں۔ جن میں
لوگ اکٹھے ہوتے ہیں! کھانے پکائے جاتے ہیں اور بکرے ذبح کئے جاتے
ہیں! احادیث سے ثابت ہیں! نہیں ہیں یہ رسمیں ہیں جو خاص مقاصد
کو حاصل کرنے کے لئے ایجاد کر لی گئی ہیں! کیسی طوطا چشمی ہے! اپنی
یہ درجنوں بدعتیں دکھائی نہیں دیتیں! عرسوں کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑے

ہیں، میرے خیال میں ابلیس نے اپنے کسی دوست سے عرس کے ناجائز ہونے کا فتوے ابھی لے لیا ہے۔

یہاں بھی ایک پنتھ میں دو کاج ہوئے: ایک طرف تو ان تمام اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کو ایک ناجائز کام کرنے والا بدعتی کہلوایا جو قدیم زمانے سے اس وقت تک اپنے پیروں اور مرشدوں کے عرسوں پر جاتے رہے؛ کون سا وہ ولی اللہ ہے جو اپنے مرشد کے عرس پر نہیں گیا ہے؛ دوسری طرف مسلمانوں کو اس سعادت سے محروم کرنے کی کوشش کی جو وہ دربار اولیاء پر ایصالِ ثواب سے حاصل کرتے ہیں؛ کیوں کہ اولیاء اللہ خلفا اللہ ہیں ان کے ادب، تعظیم اور محبت میں رضائے الٰہی ہے؛ اس لئے ضروری تھا کہ شیطان اپنے دوستوں کے ذریعہ لوگوں کو ان سے نفرت دلائے؛ لہٰذا پہلے تو اس نے مزاراتِ اولیائے کو بتوں اور بت خانوں سے تشبیہ دی کیوں کہ ایک مسلمان کے دل میں بُت اور بُت خانے سے قدرتی نفرت ہے؛ جب وہ اس دھوکے میں آ گیا تو اسے اولیاء اللہ سے بھی نفرت ہو گئی؛ بس جب یہ کام ہو گیا تو ادب و تعظیم کے وہ سارے جائز طریقے جو ان سے وابستہ تھے خود بخود بدعت ناجائز اور حرام ہو گئے؛ بلکہ شرک اور کفر ہو گئے؛

اب آپ ہی حساب لگا لیجیے کہ جس کام کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا وابستہ تھی یعنی ادب و تعظیم اولیاء اسے کفر و شرک کہنے سے کیا حاصل ضرب آئے گا؛ آ ذرا میں تجھے وضاحت سے سمجھاؤں پچھلی امتوں کے مشرکین نے یہ غضب کیا تھا کہ شیطان کے اغواء سے انبیأ

و اولیاء کے نام کے پتھر کے بُت بنا لئے تھے، علم حقیقت کی رو سے وہ نام یا اسماء ان بتوں کے اسماء ہو گئے۔ اور بُت ہی ان اسماء کے مسمیٰ ہو گئے۔ انبیاء و اولیاء نہ رہے، پھر ادب و تعظیم کے وہ طریقے جو انبیاء و اولیاء کے ساتھ وابستہ تھے اور مطلوب و محبوب تھے، جن میں اللہ تعالےٰ کی رضا تھی، نام کے دھوکے سے بتوں کے ساتھ وابستہ ہو گئے چونکہ بُت شیطان نے بنوائے تھے اور طاغوت تھے، اس لئے یہ ادب و تعظیم بھی شیطان و طاغوت کا ادب ہو گیا، جو شرک ہے اور کفر ہے،

لیکن تو نے اپنے آپ پر یہ ظلم کیا کہ اولیاء کو ہی بُت قرار دے دیا ادب و تعظیم کے وہ جائز طریقے جو ان سے وابستہ ہیں جن پر اولیاء کرام نے خود عمل کیا ہے، جن میں اللہ تعالےٰ کی رضا ہے انہیں شرک و کفر بتایا، تو تُو نے شرکِ عظیم کیا،

اسی گناہِ عظیم کا وبال ہے جو آج دنیا پر پڑا ہے، اور تو توحید کے جنون میں اسے اور بڑھا رہا ہے۔ پچھلے مشرکین کے ادوار میں ظلم و جبر اور گناہ اس حال کو نہیں پہنچا تھا، جو تیری نحوست سے آج ہے، اسی دور میں محرمات کی حرمتوں کو توڑا گیا ہے، آتشین اور ایٹمی اسلحہ جات اسی گناہ کے وبال سے وجود میں آئے ہیں۔ دنیا تباہی کے نزدیک لگی ہے اور تو توحید کے نشے میں مگن ہے، تیری توحید کا اب شجرہ نسب معلوم ہو گیا ہے نظر اٹھا حق کو پہچان نائب ہو کہ ابھی وقت ہے، خود کو بھی بچا اور مخلوقِ خدا کو بھی آفت میں مبتلا نہ کر،

استمدادِ ارواحِ اولیاءؑ

پانچواں حملہ شیطان نے ارواحِ انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنے کے بارے میں کیا ہے۔

اَیَّدَکَ بِنَصۡرِہٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۔ یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ حَسۡبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۔ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوۡلٰىہُ وَجِبۡرِیۡلُ وَصَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ ذٰلِکَ ظَہِیۡرٌ ۔

اے نبی رب نے آپکو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی۔ اے نبی آپکو اللہ اور آپکے مطیع مسلمان کافی ہیں۔ یعنی رسول کے مددگار اللہ اور جبریل اور متقی مسلمان ہیں بعد میں فرشتے انکے مددگار ہیں۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوۡلُہٗ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمۡ رٰکِعُوۡنَ ۔ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتُ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۔ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ۔

یعنی اے مسلمانو تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوۃ دیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ ہم ہیں مددگار دنیا میں اور آخرت میں۔

ان آیات کریمہ سے یہ بات ثابت ہے کہ ماسوا اللہ سے بشرطیکہ وہ حزب اللہ ہوں، جیسے رسول، مومن اور ملائکہ مدد حاصل کرنا جائز ہے۔ شرک نہیں ہے، جس سے مدد لینا جائز ہوگا، اسے مدد کے لئے بلانا یا پکارنا بھی جائز ہوگا۔ اللہ کی مدد رسول، مومنین اور ملائکہ کے ذریعہ پہنچتی ہیں۔ رسول مومنین اور ملائکہ اللہ کے اذن سے مدد کرتے ہیں۔

آپ نے کسی دوست یا عزیز کو جو آپ کے قریب ہے، کسی کام میں مدد کے لئے بلایا ہے، وہ آیا اور آپ کے کام میں ہاتھ بٹا کر مدد کی، تو یہ حقیقتاً اللہ کی مدد ہے اور مجازاً اس دوست یا عزیز کو بھی مددگار سمجھو گے یا کہو گے تو کوئی شرک نہیں ہے۔ اگر تم اللہ کی مدد کا انکار کر دو، اور حقیقتاً اس دوست یا عزیز کو مددگار سمجھو گے تو یہ شرک ہے، پس دنیا میں کوئی مدد آپ کو کہیں سے بھی پہنچے، چاہے وہ رقم کی صورت میں پہنچے، جنس کی صورت میں ہو، دوائی یا غذا کی صورت میں ہو، یا قوت یا طاقت کی صورت میں، اور مدد کرنے والا کوئی ہو دکھائی دیتا ہو یا نہ دیتا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی مدد حقیقی ہے، اور مجازاً اس کو مددگار کہو جسے تم نے مدد کے لئے بلایا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے، کوئی کفر و شرک نہیں ہے یہ جائز ہے۔ بعض نادانوں نے یہاں اپنی طرف سے فطری اور فوق الفطری وغیرہ کی بحث چھیڑی ہے! استمداد ارواح کو اپنے بناوٹی اصولوں سے ناجائز قرار دیا ہے، حالانکہ بعض دفعہ مومن جنات مومنین کی امداد کرتے ہیں اور ملائکہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے امداد کرتے ہیں، ان کی امداد بھی فوق الفطری طریقہ سے ہے، الوہیت میں داخل بھی نہیں ہے اور شرک بھی نہیں ہے، تو ارواحِ انبیاء و اولیاء اگر باذن اللہ کسی کی فوق الفطری طریقہ سے امداد کریں تو وہ کیوں الوہیت میں داخل ہو، اور کیوں شرک ہو، قرآن پاک کی جن آیات میں اللہ کے سوا کسی کو مدد کے لئے پکارنے یا بلانے کی ممانعت ہے، وہاں فطری اور فوق فطری وغیرہ کی کوئی تقسیم و تفریق نہیں ہے، ان آیات کا حقیقی

معنے و مطلب یہی ہے: کہ مددگار حقیقی بالذات کسی کو نہ سمجھا جائے یا الیا مددگار سمجھ کر کسی کو نہ بلایا جائے: اگر پکارنے والے کا عقیدہ یہ ہو کہ ارواحِ انبیاءؑ و اولیاء باذن اللہ مدد کرتی ہیں تو کوئی شرک نہیں ہے: بلکہ یہ سعادت ہے: کہ نزدیکِ خدا اپنا بڑا مرتبہ سمجھنے کے بجائے اور براہِ راست اقدام کرنے کے بجائے انبیاء و اولیاء کو وسیلہ بنایا جائے: جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک بڑا مرتبہ رکھتے ہیں:

بُت پرست اگر بتوں کے متعلق یہ بات کہتے تھے تو وہ جھوٹے تھے کیونکہ نزدیک خدا بتوں کا کوئی مرتبہ نہیں ہے: تم اگر اولیاء اللہ کا نزدیکِ خدا بتوں کی طرح کوئی مرتبہ نہیں سمجھتے ہو: اور انہیں وسیلہ نہیں بناتے ہو: اور بزعم خود بڑے رسائی والے ہو تو بُت پرستوں کی طرح تم بھی جھوٹے ہو:

اب سوال یہ ہے کہ جس بزرگ یا اولیاء اللہ کو وسیلہ بنانا چاہتے ہیں: اس کی مزار مبارک یہاں سے سینکڑوں میل دُور ہے: اور روح مبارک تو جنت میں ہے: جو یہاں سے کروڑوں اربوں میل دُور ہے: تو ہم اپنی آواز وہاں تک کیسے پہنچایئں:

دیکھو حدیث شریف میں ہے: کہ ایک جنتی مرد کو یہاں دنیا میں جب اس کی بیوی ستاتی ہے تو اس کی منکوحہ حور جنت میں اسے دیکھ کر ناپسند کرتی ہے اور کہتی ہے: میں اس شخص کی خدمت کروں گی: جب جنت کی حور کروڑوں اربوں میل سے دنیا کے حالات سے واقف ہے جو بہر حال جنتی مرد کی باندی ہے تو آقا اس قوت سے خالی ہے: ہرگز نہیں:

قرآن پاک میں ہے کہ جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے، اور جہنمی دوزخ میں تو جنتی لوگ اپنی پہچان والے دوزخیوں کو پہچان لیں گے اور ان سے گفتگو بھی کریں گے، (اور یہ قرآن سے ثابت ہے) تو کیا انبیاء و اولیاء جو عالم آخرت ہی ہیں، وہ دنیا کے حالات و واقعات سے بے خبر ہیں، ہرگز نہیں۔

آپ کا ریڈیو ایک بے جان مشینری ہے، جب اس کی توجہ کسی ریڈیو اسٹیشن کی طرف آپ کرتے ہیں تو یہ سینکڑوں میل سے وہاں کے گانے اور پروگرام سنانے لگ جاتا ہے، فوق الفطری طور پر اس میں گانے اور پروگرام کیوں آجاتے ہیں کیا یہ اِلٰہ ہے، ہرگز نہیں۔

اگر آپ کہیں کہ یہاں کچھ غائبانہ اصول کارفرما ہیں، تو جناب کی خدمت میں گذارش ہے کہ یہ تو مادیت کے اصول ہیں، روحانیت اس سے بھی پوشیدہ اور عجیب قوتیں رکھتی ہے، کیا آپ ثابت فرما سکتے ہیں کہ وہاں کوئی اصول کارفرما نہیں ہیں۔

پس آپ یقین جانیں کہ جب کسی اولیاء اللہ کی طرف آپ توجہ کرتے ہیں تو اس نیک بندے کی روح مبارک آپ کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے، جو آپ کہتے ہیں وہ سنتی ہے، شیطان نے محض مسلمانوں کو انبیاء و اولیاء کی دستگیری سے محروم کرنے کے لئے شرک کا چکر چلایا ہے، البتہ جو شخص شیطان کے دلائل مان کر ارواح انبیاء و اولیاء کی اللہ کے اذن سے مدد کا منکر ہو جاوے تو وہ مشرک ہے، اس لئے کہ شیطان کی پیروی شرک ہے، احتیاط اسی میں ہے، کہ ابلیس کی مخالفت کیجائے

فضائل و مناقب اولیاء اللہ

ان اولیاء اللہ لاخوف علیہم ولاھم یحزنون
تحقیق جو اللہ کے دوست ہیں انہیں کوئی خوف اور غم نہیں ہے۔

گویا اولیاء اللہ رب کریم کی دوستی کے مقام پر فائض ہیں۔ انہیں خوف و حزن سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دیا گیا ہے۔ چونکہ نفس مطمئنہ بھی یہی ہیں اس لئے رب کریم نے فرمایا ہے۔

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ

اے وہ جی جس نے چین پکڑ لیا۔ پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں۔ فرمایا

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم
تحقیق اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو تقویٰ رکھتا ہے۔

چونکہ متقی اولیاء اللہ ہیں۔ اس لئے اللہ کے نزدیک اکرم یعنی عزت والے اور بزرگ بھی وہی ہیں۔ اب احادیث ملاحظہ ہوں۔

اِنَّھُمْ جُلَسَاءُ اللہِ سُبْحَانَہٗ — بیشک اللہ تعالیٰ کے بندے اللہ کے ہمنشین ہیں
وَھُمْ قَوْمٌ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ — یہ ایسے بابرکت لوگ ہیں کہ ان کا ہمنشین بدبخت نہیں۔ (بخاری مسلم)
وَکَانَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ — اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ

مشکوٰۃ بحوالہ شرح السنتہ: عَلَیْہِ عَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُهَاجِرِیْنَ — آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فقراء مہاجرین کے طفیل اور وسیلہ سے کفار پر نصرت اور کامیابی طلب فرماتے تھے

مسلم شریف بروایت حضرت ابو ہریرہ رض: قَالَ عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ شَانِہِمْ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ ۔ — حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل اللہ کی شان میں فرمایا: بہت سے پراگندہ بال دروازوں سے دھکیلے جانے والے اگر اللہ پر کسی کام کی قسم کھالیں تو وہ (اللہ) انکی قسم پوری کرتا ہے

بِہِمْ یُمْطَرُوْنَ وَبِہِمْ یُرْزَقُوْنَ — انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے، اور انہی کی برکت سے رزق ملتا ہے

بخاری شریف: طُوْبٰی لِمَنْ جَعَلَہٗ سُبْحَانَہٗ مَظْہَرَ الْخَیْرِ — پس اس شخص کے مبارک ہے جسکو اللہ نے خیر کا مظہر بنایا!

(احادیث ماخوذ از مکتوب امام ربانی اول)

اولیاء اللہ کے فضائل ومناقب قرآن وحدیث میں بہت ہیں، نسبت از خیر دارے یہاں نقل کئے گئے ہیں:

فرمایا: تبارک اسم ربک ذوالجلال والاکرام! الرحمٰن پارہ نمبر ۲۷ — بڑی برکت والا ہے تیرے رب کا نام عظمت والا اور شان والا ہے تیرا رب

بڑی برکت والا ہے تیرے رب کا نام یعنی اسم اعظم "اللہ"

سلطان العارفین حضرت پیر باہو سلطان رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے

"اللہ" چنبے دی بوٹی مرشد من وچ لائی ہو

نفی اثبات دا ملیس پانی ہر رگیں ہر جائی ہو

جب مرشد کامل مراد سالک کے دل میں اسم اعظم "اللہ" نقش فرماتا ہے

تھی کہ جب کوئی نبی آتا تو یہ لوگ اس کی مخالفت کرتے ؛

موجودہ زمانے کے مشرکوں نے ابلیس کے اغواء سے پرانے زمانے کے مشرکوں کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اولیاء کو ہی بتوں کا مثل قرار دیدیا؛ اُن سے بُگت حاصل کرنے ان کی بزرگی ؛ ان کی عظمت و شان کو شرک بتایا؛ یہی وجہ ہے کہ یہ امت میں موجود سچے کاملین اہلِ اللہ کے بھی مخالف ہیں؛ وہابیوں کے شرک کو مندرجہ ذیل مساوات سے سمجھا جاسکتا ہے ؛

بُت = اولیاءُ اللہ (وہابیوں کے نزدیک)

بتوں کی عزت ؛ عظمت اور شان = شرک

اس لئے

اولیاء اللہ کی عزت ؛ عظمت اور شان = شرک

حالانکہ

اولیاء اللہ کی عزت ؛ عظمت اور شان = توحید

(جیسا کہ اس مضمون سے ثابت ہے)

اس لئے وہابیوں کی توحید = شرک

لہذا ثابت ہوا کہ وہابی مشرک ہیں ؛ فہوا لمطلوب

یہی وجہ ہے کہ وہابی موجودہ زمانے کے اولیاء کرام کے بھی مخالف ہیں یہ چونکہ فاسد العقیدہ ہیں ؛ اس لئے گمراہ فرقہ میں ولایت نہیں ہے اور جنہیں یہ اولیاء سمجھتے ہیں وہ نیا دڑھی ہیں ؛ وہابی علماء کی حیثیت علماء یہود کی سی

ہے! یہودی علماء انبیاء کے مخالف تھے! جو کتاب تورات کے صحیح شارح تھے
لیکن علماء یہود اس شرح کو کسی قیمت پر باطل سمجھنے کے لئے تیار نہ تھے! جو
انہوں نے اپنے فلسفہ وعقل اور وہم وخیال سے لکھی تھی! اس لئے قرآن پاک
نے انہیں اپنے نفس کا پجاری کہا ہے! اور ان کے معتقین کا شرک بھی اسی
طرح کا ہے!

ہمارا اصل موضوع اسم اعظم کے برکات بیان کرنا تھا! یہ درمیان میں ایک
بحث آگئی! اب ہم اصل موضوع کیطرف رجوع کرتے ہیں!

اس بابرکت اسم "اللہ" کے تعلق سے اولیاء کرام کو جس کے لئے اللہ
تعالےٰ چاہے یہ نعمت بھی حاصل ہوتی ہے جسے "علم لدنی" کہتے ہیں! جو اللہ
تعالےٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے! جس کا ذکر سورۃ کہف
میں ہے!

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں کا
جس کو دی تھی!

سورہ کہف پارہ ۱۵

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ — رحمت اپنے پاس سے اور سکھلایا تھا!
لَّدُنَّا عِلْمًا قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ — اپنے پاس ایک علم! کہا اس کو موسیٰ نے
عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ — کہے تو تیرے ساتھ ہوں اس بات پر کہ مجھ
رُشْدًا — کو سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھلائی ہے بھلی راہ

جس کا جی چاہے پارہ نمبر ۱۵ سورۃ کہف میں یہ پورا واقعہ مطالعہ کرسکتا ہے
اور اس بابرکت اسم "اللہ" کے تعلق سے اولیاء کرام کو جس کے لئے اللہ

تعالےٰ چاہے! یہ نعمت بھی حاصل ہوتی ہے، جسے "علم من الکتب" کہتے ہیں!
جو اللہ تعالےٰ نے حضرت آصف ابن برخیہ؟ وزیر حضرت سلیمان علیہ السلام
کو عطا فرمایا تھا، جس کی برکت سے آپ ملکہ بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے
حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لائے تھے! جس کا ذکر سورۃ نمل
پارہ نمبر ۱۹ میں ہے!

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا بولا وہ شخص جس کے پاس تھا ایک
اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ علم کتاب کا میں لائے دیتا ہوں تیرے
فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ پاس اسکو پہلے اس سے کہ پھر آئے
فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ تیری طرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا
اس کو دھرا ہوا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کا فضل ہے! میرے جانچنے کو کہ میں
شکر کرتا ہوں یا ناشکری!

یہی وجہ ہے! کہ اس بابرکت "اسم اللہ" کے تعلق سے اولیاء کرام سے
بے شمار کرامات صادر ہوئی ہیں! جو اولیاء کرام کے ملفوظات اور کشف و کرامات
کے سلسلے میں کتب تصوف میں لکھی ہوئی ہیں! جسے آج کا بیمار دل و دماغ
اوہام و خرافات سمجھتا ہے!

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَ ان کے دل میں بیماری ہے! پھر بڑھا
هُمُ اللّٰهُ مَرَضًا دی اللہ نے بیماری ان کی!

اس سلسلے میں اس پر جو اعتراض کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ:-
جس صاحب کے متعلق آپ کا گمان ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہے اور

اسے یہ نعمتیں حاصل ہیں، تو آپ کے پاس اس کا سوائے دعوے کے اور کیا ثبوت ہے؛ گذارش یہ ہے کہ میں اپنے دل کے ادراک سے اسے اولیاء اللہ اور صاحب نعمت سمجھتا ہوں، آپ کو اختیار ہے تسلیم کریں یا نہ کریں لیکن آپ کے پاس سوائے انکار اور ہٹ دھرمی کے اور کیا ثبوت ہے کہ شخص مذکورہ اولیاء اللہ نہیں ہے اور صاحب نعمت بھی نہیں ہے؛ قرآن پاک سے اتنا تو ثابت ہے کہ کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں، جنہیں عقل کو عاجز کرنے والی عجیب و غریب نعمتیں حاصل ہوتی ہیں؛

پھر آپ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامان کے کارنامے دیکھیں جنہوں نے اسلام کی اشاعت کی ہے؛ اور کفر زار دنیا کو نورِ ایمان سے منور کیا ہے؛ انہیں نیک نصیبوں کی برکت ہے کہ آج دنیا کے ایک بڑے حصے پر اربوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں منکرین ولایت جو بڑے مواحد اور مصلح ہونے کے دعویدار ہیں؛ جن کا آجکل بڑا زور و شور ہے۔ کتنے ہزار کافر روزانہ مسلمان بناتے ہیں، سوائے اس کے کہ مسلمانوں سے شانِ رسالت و ولایت کا انکار کرا کر انہیں منافق بنا رہے ہیں اس کے علاوہ ان کا کیا کام ہے؛

اولیاء کرام کے فضائل و برکات کو ہزاروں لاکھوں افراد نے مشاہدہ کیا؛ ان کی برکت سے سینکڑوں، ہزاروں کافر کفر کی تاریکی سے نکل کر اسلام کے نور سے منور ہوتے؛ ہزاروں چور، ڈاکو، راہزن اور فاسق و فاجر راہ چلتے ہیں یا تھوڑی سی صحبت یا مجلس وعظ میں تائب ہوئے پھر وہی

لوگ عالم، عابد، زاہد اور خادمِ خلق ہو گئے۔ سینکڑوں خدام نے ان کے برکات وکرامات کو بھی مشاہدہ کیا۔ جو ملفوظات میں لکھی گئیں۔ لیکن یہ کرامات جو بھی ہوئی ہیں، اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہیں جو فی الواقع ان سے نمود ہوئیں۔ اور ان کی اصل قرآن پاک میں موجود ہے۔ اقرار کی صورت میں گناہ نہیں ہے۔ انکار کی صورت میں محرومیٔ سعادت ہے اور انہیں اوہام وخرافات سمجھنا نالائقی ہے۔

مذہبی نظام الٹ ہو گیا ہے۔ اس لئے صالحیت اور خوفِ خدا بھی ختم ہو گیا ہے۔ موجودہ زمانے کے عقل پرست وہم وخیال کے پجاریوں کے علوم کو علوم ومعارف سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہی اوہام وخرافات ہیں۔ اور گذشتہ زمانے کے صفاتِ باطن عارفین کے علوم ومعارف کو اوہام وخرافات خیال کیا جاتا ہے۔ اگر راہٹ پر لوٹے الٹے باندھ دیئے جائیں تو کھیتی سیراب ہو گی یا برباد۔

اے اہلِ دانش! یقین جانو دین اسلام کی کھیتی کو یہی نئے مصلحین برباد کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برائی اور بدکاری دن بدن بڑھ رہی ہے۔

خلیفۃ اللہ

عملی حیثیت سے زمین پر اللہ جلّ شانہٗ کے پہلے خلیفہ اور نائب حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ اس کا ذکر قرآن میں اس طرح شروع ہوتا ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ کو کہ میں بنانے والا ہوں۔ زمین میں ایک نائب

فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا ؕ کہا فرشتوں نے کیا قائم کرتا ہے تو؛
وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ زمین میں اس کو جو فساد کرے اسمیں
وَنُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اور خون بہائے؛ اور ہم پڑھتے رہتے ہیں
وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمْ تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات
عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ہٰٓؤُلَآءِ پاک کو فرمایا بیشک مجھے معلوم ہے؛ جو
اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ تم نہیں جانتے اور سکھلا دیئے اللہ نے
لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنْتَ آدم کو نام سب چیزوں کے پھر سامنے
الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۝ قَالَ یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْہُمْ بِاَسْمَآئِہِمْ کیا ان سب چیزوں کو فرشتوں کے پھر
ھم ج فَلَمَّآ اَنْۢبَاَہُمْ بِاَسْمَآئِہِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ فرمایا بتاؤ مجھ کو نام ان کے اگر تم سچے ہو
لَّکُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ بولے پاک ہے تو ہم کو معلوم نہیں مگر جتنا
وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۝ تو نے ہم کو سکھایا؛ بیشک تو ہی ہے اصل
وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا جاننے والا حکمت والا؛ فرمایا اے آدم
اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ ٭ وَکَانَ مِنَ بتا دے فرشتوں کو ان چیزوں کے نام پھر
الْکٰفِرِیْنَ ۝ پارہ نمبر ا رکوع نمبر ۴ جب بتا دیے اس نے ان کے فرمایا

کیا نہ کہا تھا میں نے تم کو کہ میں خوب جانتا ہوں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں
کی اور زمین کی اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو؛ اور
جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب سجدہ میں گر پڑے
مگر شیطان؛ اس نے نہ مانا اور تکبر کیا اور وہ تھا کافروں میں کا؛

پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے ملائکہ اور جنات موجود تھے

اور یہ سب اللہ تعالےٰ کو واحد لاشریک مانتے تھے؛ ملائکہ بے نفس لیکن صاحب فہم و ذکاء ہیں؛ چنانچہ زمین پر خلیفہ بھیجنے کے متعلق بحث کے جواز میں دلیل لانا عقل و فہم ہے؛ لیکن فرمانبردار ہیں؛ بے نفس ہونے کی وجہ سے نافرمانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؛

جنات نفسانیت کی وجہ سے شرارتیں کیا کرتے تھے: ابلیس جو بہت بڑا عالم تھا؛ اور نیکی اور بندگی میں نام پیدا کر چکا تھا؛ اپنی نیکی اور علم کیوجہ سے ملائکہ میں رہتا تھا؛ استاذ الملائکہ اس کا خطاب تھا؛

صد ہزاراں سال ابلیس لعین؛
نام او بود امیر المومنین
ہاں وہاں حاسد مشو تو باشہان
ورنہ ابلیس شوی اندر جہان

ہر شخص براہ راست اپنے رب سے تعلق رکھتا تھا؛ کسی وسیلے اور توسل کی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی کوئی ایسی شخصیت موجود تھی جو خود نافرمان ہو؛ اور دوسروں کو نافرمانی کی ترغیب دے؛

ان حالات میں اللہ تعالےٰ نے نظام خلافت و نیابت جاری فرمانے کا اعلان فرمایا؛ اور اس مقصد کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کو اربعہ عناصر اور لطائف عالم امر سے مرکب فرما کر پیدا فرمایا؛ اربعہ عناصر سے نفس کو پیدا فرما کر اس میں جگہ دی اور تمام "ماکان و مایکون" کا علم اس کے قلب و قالب میں مرتسم فرمایا؛ ملائکہ اس عظیم الشان علم کی وسعت کو

دیکھ کر خلیفتہ اللہ کی بزرگی اور علمی برتری کے قائل ہو گئے ؛ اور ابلیس لعین کے دل میں حسد کی آگ سلگنے لگی ؛ ہاں یہ صرف نون، تیل اور دال چپاتی کا علم نہیں تھا، جیسا کہ بعض کوئیں کے مینڈکوں کا خیال ہے ؛ جس علم کی عظمت کے قائل حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے جو ملائکہ کے سردار ہیں ؛ اور حضرت میکائیل علیہ السلام جو اللہ کے اذن سے رزق کے اندازے مقرر کرنے والے ہیں ؛ اور عزرائیل علیہ السلام جو ہر زندہ چیز کا اللہ کے اذن سے روح قبض کرتے ہیں خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں ہو ؛ سنسان جنگلوں میں ہو ؛ پہاڑوں میں یا سمندروں کی اتھاہ گہرائیوں میں آپ کو اس کا علم ہے ؛ تو یہ سب ملائکہ مقربین ؛ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کی وسعت اور جامعیت ہونے کو جامع الکلم کو دیکھ حیران رہ گئے اور انہیں سبحٰنک لا علم لنا کہنا پڑا اور ماعلمتنا کہہ کر اس تھوڑے سے علم کا اقرار کیا ؛ جو انہیں حاصل تھا ؛ پھر انک انت العلیم الحکیم فرما کر رب کریم کی وسعت علمی اور لطف حکمت کا اقرار کیا ؛ جس نے اپنی کمال حکمت سے اس وسیع علم کو اپنے نائب کے قلب و قالب میں جگہ دی تھی ؛

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب نمبر ۹۵ دفتر اول میں تحریر فرماتے ہیں" انسان ایک نسخہ جامع ہے ؛ جو کچھ ساری موجودات میں ہے ؛ وہ سب کا سب تنہا انسان میں موجود ہے ؛ لیکن عالم امکان کی اشیاء اس میں بطور حقیقت موجود ہیں اور مرتبہ وجوب بطور صورت

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ   بے شک اللہ تعالٰے نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا؛

اور اسی جامعیت پر انسان کے دل کو پیدا کیا گیا ہے؛ کہ جو کچھ پورے انسان میں ہے تنہا دل میں موجود ہے۔" مکتوب نمبر ۵۹ دفتر اول

پھر رب کریم اس عظیم الشان نعمت کے اظہار اور عطا کے بعد فخریہ فرماتے ہیں؛ قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموت والارض

اور آخر میں حاضرین کو حکم دیا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرو جو عجز وانکساری کا انتہائی نشان ہے؛ سب ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے تھا؛

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ:۔ کیا ماسوا اللہ کو سجدہ کرنا شرک ہے اگر شرک ہے تو اللہ تعالٰے نے اپنے ماسوا کو سجدہ کرنے کا حکم کیوں دیا؛ جب کہ تعظیم دوسرے طریقوں سے بھی کرائی جا سکتی تھی؟؛ اس کا جواب یہ ہے کہ:۔ ماسوا اللہ کو سجدہ کرنا شرک نہیں ہے؛ جب کہ وہ منصب نیابت وخلافت رکھتا ہو؛ نبی ہو اولیاء اللہ ہاں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے؛ اس لئے یہ حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ البتہ غیر اللہ کے لئے سجدہ جو ابلیس کی پارٹی ہو شرک ہے؛ وہ بُت ہو یا ابلیس کا اغوا شدہ انسان یا کوئی اور چیز جسے سجدہ کرنے کے لئے ابلیس نے انسان کو آمادہ کر لیا ہو؛

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ماسوا اللہ میں حزب اللہ اور حزب الشیطان دونوں

شامل ہیں اور غیر اللہ میں صرف حزب الشیطان شامل ہے۔ کیوں کہ لفظ غیر میں دشمنی اور مخالفت کا مفہوم پوشیدہ ہے۔

ملائکہ نے اللہ جلّے شانہٗ کے حکم کی فرمانبرداری کی نظام خلافت و نیابت کو تسلیم کیا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیفۃ اللہ کی تعظیم کی اور اسے سجدہ کیا۔ ان اعمال کو رضائے الہٰی کا وسیلہ بنایا اور رضائے الہٰی کو پالیا۔ گو پہلے بھی انہیں رضائے الہٰی حاصل تھی۔ لیکن اس کا ابداً قائم رہنا نظام خلافت کو تسلیم کرنے اور خلیفۃ اللہ کی تعظیم کرنے پر منحصر تھا۔ ملائکہ نے جب یہ کام کر لیا تو مطلوب کو پالیا۔

ابلیس نے نظام خلافت و نیابت کا انکار کیا۔ اللہ تعالےٰ کے فرمان بموجب خلیفۃ اللہ کی تعظیم نہ کی اسے سجدہ نہ کیا اور اسے رضائے الہٰی کا وسیلہ نہ بنایا۔ اس لئے راندۂ درگاہِ الہٰی ہوا۔ لعنت کی پھٹکار پڑی سابقہ اعمال صالحہ اور ریاضات برباد ہوئے۔ ایمان سے خارج ہوا۔ راہِ اسلام سے ہٹ گیا۔ کافر ہونے کے بعد جاہلیت کا حملہ ہوا۔ تکبر کیا اور اپنی نسلی برتری جتانے لگا۔ کہ میں آگ سے ہوں اور آدم مٹی سے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں دوسری جگہ پر ہے۔

غلط نظریۂ خلافت:

بعض نادانوں نے خلافت کا ایک بالکل غلط نظریہ یا تصور پیش کیا ہے جس کی بناء پر عقائد و افکار میں ایک انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ ان غلط افکا

دنظریات کے جنگل کو صاف کرنے کے لیے ضروری ہے کہ غلط نظریہ خلافت کے مقابلے میں صحیح نظریہ خلافت پیش کیا جائے! تاکہ یہ تعین کیا جا سکے کہ خلفاء اللہ کون ہیں؟ تاکہ ان کی تعظیم کی جائے!

! غلط نظریہ یہ ہے! یہ کہ

آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں! اور آپ کے بعد یہ منصب آپ کی اولاد کی طرف منتقل ہوا! لہذا ہر آدمی پیدائشی طور پر ذاتاً خلیفۃ اللہ ہے منصب خلافت کی وجہ سے بھلے برے اور گناہ ثواب کا ذمہ دار ہے! نیکی کو قائم کرنا اور برائی کو مٹانا اس کا فرض ہے! اگر یہ راہ حق پر قائم رہا اور اپنا فریضہ خوش اسلوبی سے نبھایا تو کامیاب ہے! اور منصب خلافت بھی محفوظ ہے اگر راہ باطل اختیار کیا اور شیطان کے دھوکے میں آ گیا! تو منصب خلافت بھی نہ رہا! وغیرہ اس نظریہ کے موجد عام لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ تم لوگ چونکہ اولاد آدم علیہ السلام ہو! اس لئے منصب خلافت رکھتے ہو! اور مسجود ملائکہ ہو! تو تم اپنے ہی جیسے کسی آدمی کے آگے جھک کر اور اس کی تعظیم کر کے آدمیت کو ذلیل نہ کرو! ایک آدمی کا یہ حق نہیں ہے کوئی آدم جو خلافت میں برابر ہی رکھتا ہے! اس کے آگے جھکے اور تعظیم کرے!

یہ تھا غلط نظریہ خلافت اب صحیح نظریہ خلافت پیش کیا جاتا ہے! پھر دونوں کا موازنہ کر کے فرق آپ خود ہی معلوم کر سکتے ہیں!

یہ کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلیفۃ اللہ ہیں اور آپ کے بعد یہ منصب آپ کی اولاد میں سے انبیاء علیہ السلام کو پیدائشی طور پر منتقل ہوا ہے! البتہ باقی لوگوں میں منصبِ خلافت کو حاصل کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے اگر کسی کی قسمت نے یاوری کی اور اس نے نبوّت سے فیض پالیا تو اپنے کسب و محنت سے وہ مقام پالیا! جسے ولایت یا خلافت کہتے ہیں! عام لوگوں نے اگر خلفاءِ الٰہی کے وسیلے سے نعمتِ ایمان کو پالیا تو وہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وراثت! جنت کو حاصل کرلیں گے! اگر ابلیس کے اغوا میں آکر خلفاءِ الٰہی کے ادب و تعظیم کے منکر ہو گئے تو ابلیس کی وراثت جہنم ان کا مقدر ہے!

برائے ازیں خلافت کو حاصل کرنے کی صلاحیت کیسے ہے اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے درخت کی مثال دی جاسکتی ہے جس کے لاکھوں کروڑوں بیجوں میں درخت کے پیدا ہونے اور درخت بننے کی صلاحیت موجود ہے! لیکن اس کے ہر بیج کو درخت نہیں کہہ سکتے کیونکہ اسے درخت بننے کے لئے بہت سے مراحل سے گذرنا ہوگا!

یہ کہ وہ کسی مالی کے ہاتھ لگے جو اسے بونا چاہتا ہو! پھر موسم اس کے بونے کا ہو! زمین اس کے لئے موزوں ہو! اس میں نمی موجود ہو۔ تب بیج سے پودا پیدا ہوگا! پھر اسے وقتاً فوقتاً پانی دیا جاتا رہے اور اس کی حفاظت اور نگرانی صحیح ہو پھر اس مدت کا انتظار کیا جائے گا جس مدت تک وہ بلوغ کو پہنچے اور پھل دے! جس طرح ان مراحل سے

گذرے بغیر کوئی بیج درخت نہیں بن سکتا؛ اسی طرح کوئی ابنِ آدم ان مراحل سے گذرے بغیر منصب خلافت کو نہیں پا سکتا جو اس کے لئے ضروری ہیں؛ اس مقصد کے لئے آپ اولیاء کرام کی زندگی اور منصب ولایت و خلافت کو پانے تک کے مراحل کتب تصوف میں مطالعہ کر سکتے ہیں؛

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ

آج کل کے نئے تعلیم یافتہ طبقے میں تاریخ انگلستان کے مطالعہ سے ایک عظیم غلط فہمی پائی جاتی ہے؛

انگلستان کے عیسائیوں میں رومن کیتھولک مذہب رائج تھا جس کے عقائد کی بنیاد تثلیث پر تھی؛ اور وہ شریعت کا منکر تھا؛ انجیل مقدس میں صرف اخلاقیات کا درس تھا؛ تہذیب و تمدن کے قوانین راہبوں اور پادریوں کے خود ساختہ تھے؛ جو عوام کی زندگی کے لئے بہت سخت تھے طلاق پاپائے روم کی اجازت کے بغیر ناممکن تھی؛ اور دوسرے معاملات میں راہبوں اور پادریوں کے فرمان کو خدائی حکم سمجھا جاتا تھا؛ ادھر جب اسلام کی معقول اور مطابق فطرت معتدل تعلیم مغربی ملکوں میں پہنچی؛ تو وہاں کا باشعور طبقہ سابقہ نامعقول پادریانہ تعلیم کا مخالف ہوگیا؛ اس لئے پہلی تحریک اصلاح کی صورت میں پراٹسٹنٹس کا طبقہ وجود میں آیا؛ اور ان سابقہ بہت سی نارو اپابندیوں کو ہٹا دیا؛ اس کے بعد دوسری تحریک اصلاح شروع ہوئی اور پیورٹن وجود میں آئے؛ انہوں نے مذہب کے

بندھن اور بھی ڈھیلے کر دیئے۔ لیکن اس سے مذہب کا تار و پود ہی بکھر گیا اور لامذہبیت کو کافی تقویت ملی؛ اور ان میں سے ایک طبقہ ملحدوں کا بھی وجود میں آگیا؛

لیکن جب ہمارے بھولے بھالے مذہب اسلام سے لاعلم بچوں نے تاریخ انگلستان کا مطالعہ کیا اور ادھر گمراہ اور گمراہ کن مفسدین یا بزعم خود مصلحین کے ہتھے چڑھ گئے؛ جنہوں نے چالاکی سے پیروں ولیوں اور درویشوں کے متعلق یہ تاثر دیا کہ یہ رومن کیتھولکس ہیں؛ پھر خود بخود انہوں نے وہابیت کو پراٹسٹنٹ اور اس سے بھی آگے جانے والوں کو پیورٹن سمجھ لیا جس کے نتیجے میں پہلے طبقے کو گمراہ اور دوسرے دو طبقوں کو مصلحین گمان کر لیا؛ اور لطف کی بات یہ ہے کہ جب سے یہ اصلاح کی تحریکیں جاری ہوتی ہیں؛ ان کے منطقی نتیجے کے طور پر مسلمانوں میں ایک طبقہ ملحدوں کا بھی پیدا ہو گیا ہے؛ حالانکہ یہ مماثلت قطعاً غلط ہے؛

۱۔ عیسائیوں کے لئے از روئے انجیل لازم تھا کہ جب "فارقلیط" (نبی آخر الزمانؐ) آئیں تو ان کی پیروی اختیار کریں۔ لیکن عیسائیوں نے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا اور نبی آخر الزمان پر ایمان نہ لائے؛ اس سے اپنے نبی کی جس سے نسبت رکھتے تھے نافرمانی کی اور ایک نبی اور ایک آسمانی کتاب کا انکار کیا؛

لہٰذا کافر ہو کر ایمان سے خارج ہو گئے؛

لیکن اہل سنت و جماعت جو ولیوں اور درویشوں سے عقیدت

رکھتے ہیں۔ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے محب، اور فرمانبردار ہیں، سابقہ انبیاء اور صحائف اور کتب آسمانی پر ایمان رکھتے ہیں، لہٰذا مومن ہیں۔

۱۲۔ رومن کیتھولکس تثلیث کے قائل ہیں، یعنی اس کے نزدیک خدا تین ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

لیکن اہل سنت وجماعت توحید کے قائل ہیں، خدا کو ایک مانتے ہیں، اور وہ بیوی بچوں، اور ماں باپ سے پاک ہے۔

۱۳۔ رومن کیتھولکس انجیل کو مانتے ہیں، جس میں صرف اخلاقی تعلیم ہے اور تہذیب و معاشرت کے قوانین کے لئے انہیں تورات کی طرف رجوع کرنے کا حکم تھا، لیکن پولوس نے اسے رد کر دیا، آسمانی ہدایت سے محروم ہو کر انہوں نے اپنے وہم وگمان سے ایک شریعت بنائی، جو انسانی زندگی کے لئے بہت سخت تھی۔

لیکن اہل سنت وجماعت، قرآن وسنت نبوی پر ایمان رکھتے ہیں، جن میں اخلاقیات، عبادات، تہذیب وتمدن، اور معاشرت و سلطنت کی جامع تعلیم ہے، پھر آئمہ اہل سنت نے جو خدا رسیدہ متقی زاہد، عابد، صاحب معرفت وصاحب القاء والہام تھے، شریعت اور مزاج شریعت سے واقف تھے، انہوں نے فقہ کو منضبط فرمایا جو قرآن وسنت کے منشاء کے عین مطابق ہے، اور اپنے وہم ورائے کو دخل نہ دیا

ان وجوہ کی بناء پر ثابت ہوا کہ اہل سنت وجماعت اہل حق ہیں مومن ہیں اور مسلم ہیں۔ لیکن رومن کیتھولکس کافر، منکر اور اپنے اوہام وخیالات

کے پجاری ہیں؛ اہلِ سُنت کو دُمن کنچھو کس یا ان کی مثل قرار دینا شیطان کے اغوا سے ہے اور پرلے دَرجے کی ناانصافی ہے؛

اب اہلسُنت اور نئے مصلحین (وہابیہ) کا موازنہ کیا جائے تو حقیقت کھل جائے گی؛

۱:۔ اہلسُنت آئمہ اربعہ کی تقلید کے سختی سے پابند ہیں؛ اس لئے کہ قرآن پاک و حدیث شریف کے منشاء کو حق و معرفت کے ساتھ سمجھنے والے یہی ہیں اس لئے اہلسنت آئمہ دین کے ذریعے سے صحیح طور قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے ہیں؛

لیکن وہابیہ تقلید کے پابند نہیں ہیں؛ بعض مسائل و عقائد میں صاحب معرفت نہ ہونے کی وجہ سے راہبوں اور پادریوں کی طرح قرآن و حدیث کے پردے میں اپنے وہم و گمان اور عقل و رائے پر عمل کیا ہے؛

۲:۔ اہلسُنت اللہ تعالےٰ کو واحد لاشریک مانتے ہیں؛ اور نظام خلافت و نیابت پر یقین رکھتے ہیں؛ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری عظمت اور رضا کو خلفاءً اللہ کی فرمانبرداری عظمت اور رضا میں پاتے ہیں؛

لیکن وہابیہ اللہ تعالےٰ کو واحد لاشریک کہتے ہیں؛ عملاً نظام خلافت و نیابت پر یقین نہیں رکھتے؛ ابلیس کیطرح خلفاء اللہ کی عظمت و شان کو اللہ تعالےٰ کی عظمت و شان نہیں سمجھتے؛ قرآن و حدیث شریف کو اپنے عقل و رائے اور وہم و گمان سے سمجھنے کی وجہ سے انہوں نے بہت سے دین کے بنیادی عقائد اور مسائل میں اختلاف کیا ہے جو سراسر باطل ہے؛ لہٰذا

وہابی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے جتنے گروہ ہیں ! سب شیطانی ہیں اور گمراہ ہیں امید ہے کہ ایک طالب حق ان وجوہات سے ان لوگوں کے پراٹسٹنٹ اور پیورٹن مصلحین ہونے کی حقیقت کو سمجھ لے گا ! یا کم از کم اسے مزید تحقیق کا خیال پیدا ہو جائے گا ! حق یہ ہے کہ اہلسنت و جماعت ہی برسر حق گروہ ہے ! جو دین اسلام کی جان ہے اور حقیقت ہے ! باقی سب بدعات و اختراعات ہیں جو بعد میں پیدا ہوئی ہیں !

رازِ حقیقت

ابتدا ہی سے دو طرح کے مکتب فکر پیدا ہو گئے تھے ! ابلیس ایک مکتب فکر کا بانی بنا اور خلافتِ الٰہی کی مخالفت اس کا شیوہ رہا ! چونکہ عظمت و شانِ نبوت و ولایت سے عظمت و شانِ الوہیتِ رب دلوں میں پیدا ہوتی ہے اس لئے عظمت و شانِ خلافت کو مٹانے کی تحریک کا حقیقی علمبردار بھی ابلیس ہوتا ہے جو پس پردہ کام کرتا ہے ! اور دھوکہ بازی سے اپنے پیروؤں کو یہ یقین دلاتا ہے ! کہ یہی توحید ہے اور یہی کارِ ثواب ہے ! اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بہت سے فرقے وجود میں آتے ہیں ! آپس میں اختلافات رکھنے کے باوجود ان کا بنیادی فکر ایک ہی ہے جو نذر کو رہوا ہے ! گویا روائتی بہتر فرقے اسی فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی اصل کے لحاظ سے ایک ہیں اور اسی بنا پر ابلیس کی وراثت کو پانے والے ہیں جو جہنم ہے ! گو بظاہر ابلیس کی دشمنی اور مخالفت کا اظہار ہی کیوں نہ کرتے ہوں ! ابلیس اور اس کے پیروؤں نے

ہر نبی کی مخالفت کی ہے اور انبیاء کے بعد ان کا کام سنبھالنے والے نیک اور خدا پرست علماء کی مخالفت کی ہے، جنہیں اولیاء، صوفیا، یا فقراء کہتے ہیں، جو انبیاء کے حقیقی وارث ہوتے ہیں، وہابی تحریک اور اس کی مغربی و مشرقی شاخیں اسی مکتب فکر اور تحریک سے تعلق رکھتی ہیں، جو اپنے شاندار ظاہر سے دھوکہ دے کر اپنے بدترین باطن کی طرف لے جاتی ہیں ہر مسلمان کو اپنا نفع و نقصان، ہمیں اسی دنیا میں سمجھ لینا چاہیئے۔

دوسرا مکتب فکر جو برحق ہے، عظمت و شان خلافت کو قائم کرنے کا علمبردار ہے۔ یہی حقیقت توحید ہے، جس کے سربراہ انبیاء ہیں "میری اتباع کرو اللہ کو محبوب ہو جاؤ گے" جو اللہ شریک نہیں والی مخلوق کو اپنی طرف بلاتے ہیں اور اللہ کے حکم سے اپنی اطاعت و اطباع اور اپنے ادب و تعظیم کا درس دیتے ہیں، اس لیئے کہ یہ اللہ کے خلفاء ہیں۔ جو باتیں ابلیس سے تعلق رکھنے والوں کے لیئے شرک ہیں وہ ان کے لیئے عین توحید ہیں۔ کسی ابلیس کے پیروکار کی اطاعت شرک ہے، اس لیئے کہ خلق اللہ کی ہے، اور امر بھی اسی کا ہونا چاہیئے ابلیس کا پیروکار غیر اللہ ہے، اس کی اطاعت، ادب اور تعظیم شرک ہے، اس لیئے کہ یہ اطاعت، ادب اور تعظیم بالواسطہ ابلیس کا ہے، لیکن یہ امور خلفاء اللہ کے لیئے عین توحید ہیں، اس لیئے کہ یہ مراتب بالواسطہ اللہ تعالےٰ کے لیئے ہیں، یہی دوسرا مکتب فکر اہلسنت و جماعت کا ہے یہ صرف ایک جماعت ہے، آپس میں فروعی اختلافات رکھنے کے باوجود عقائد و اصولوں میں متفق ہے، یہی فرقہ ناجیہ ہے، جس میں حقیقت ایمان

منسوب ہے؛ اس جماعت کا گناہ گار سے گناہ گار شخص جس کے ایمان کا صرف نکتہ رہ گیا ہو۔ ایک دن جہنم کے قید خانے سے رہا ہو کر جنت میں جائے گا؛ اس فرقے کی انبیاء اور اولیاء اللہ تعالےٰ کے اذن سے شفاعت فرمائیں گے

پہلا گروہ مختلف فرقے ہونے کے باوجود خلفاء اللہ کی مخالفت میں متفق ہے؛ زبانی ایمان واسلام کا دعوےٰ کرنے کے باوجود حقیقتِ ایمان نہیں رکھتا نفاق کی حالت میں مبتلا ہے؛ شفاعت کا حقدار نہیں ہے؛ جہنم سے کبھی چھٹکارا نہیں پائے گا؛ بحقیقت ایمان نہ ہونے کی نحوست سے اعمال صالح کا کوئی وزن نہیں ہے؛ جو آخرت میں کام آئے؛ اس کا تھوڑا بہت معاوضہ اسی دنیا میں دنیاوی ترقی کی صورت میں مل رہا ہے؛ ابدی ناکام ونامراد ہے؛ فلاح پانے والوں میں سے نہیں ہے؛

اے عزیزو! حق وباطل کو واضح کرنے کا اپنی حد تک ہم نے حق ادا کر دیا ہے؛ اب امید ہے کہ آپ باطل سے تائب ہو کر حق کو اختیار کریں گے؛ اور اس گلبانگ توحید کا بھرم بھی کھل گیا ہے؛ جس سے مخلوقِ خدا بہت دھوکہ کھا رہی ہے؛

حرفِ آخر

اب آخر میں عرض ہے کہ ادب ومحبت؛ تعظیم وشان انبیاء واولیاء سے تعلق رکھنے والے کام اور طریقے بہت سے ہیں جو شریعت کے لحاظ سے جائز اور مباح ہیں؛ لیکن وہابیہ مخالفت کی وجہ سے انہیں شرک اور بدعت بتاتے

ہیں، تاکہ اہل اللہ کی تعظیم اور ادب نہ ہو، عام مسلمانوں کو دھوکہ یہ دیتے ہیں کہ ان
اعمال کا ثبوت قرآن اور حدیث میں دکھائیں، اصول یہ ہے کہ جو چیزیں اور
اعمال فرض، واجب اور سُنت ہیں ان کا حکم قرآن اور حدیث میں دیا گیا
ہے اور جو امور شرک، کفر یا حرام و مکروہ ہیں ان کا حکم بھی قرآن و حدیث
میں دیا گیا ہے، ان کے علاوہ دوسرے اعمال و طریقے ہیں، اگر جائز کام
کے لئے ہیں تو جائز اور درست ہیں اگر ناجائز حرام و مکروہ کام کے لئے ہیں
تو وہ ناجائز، حرام و مکروہ ہیں، اب اس اصول کو ذہن میں رکھ کر سمجھئے،
ادب، محبت، تعظیم اور شانِ انبیاء فرض ہے اور یہ مراتب اولیاء اللہ کے
لئے مستحب ہیں، اب اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو حکم قرآن پاک
میں دیا گیا ہے وہ فرض ہے، اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے،
کہ اپنی آواز کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز مبارک سے پست رکھو
تو مسلمانوں کے لئے اپنی آواز کو پست رکھنا فرض ہوا، اسی طرح قبور و
مزارات کے جو احکام احادیث میں ہیں، وہ درجہ بدرجہ سنت و مستحب ہوئے
البتہ جو امور قرآن و حدیث میں نہیں ہیں، لیکن ان سے ادب، محبت
اور تعظیم کا اظہار ہے، وہ مباح یعنی جائز ہیں، ہاں اگر کوئی شخص ان
مباح امور کو فرض یا واجب و سنت کہے، تو اس سے قرآن و حدیث سے
ثبوت مانگنا چاہیئے، البتہ صرف مباح کہتا ہے، تو اس سے ثبوت نہیں مانگنا
چاہیئے، البتہ جو شخص ان امور کو شرک، بدعت یا حرام کہتا ہے، وہ
قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دے،

جو آیات و احادیث نبوں، بُت خانوں یا اولیاء الشیطان کی محبت اور تعظیم کی مخالفت میں ہیں: انہیں اہل اللہ کی مخالفت میں استعمال نہیں کرنا چاہیے اگر ایسا کیا گیا تو یہ بہت بڑی بدبختی ہو گی: عام طور پر وہابی یہی جرم کرتے ہیں ان کی اس چال کو سمجھنا چاہیئے:

خلاصہ یہ ہے: کہ خلفاء اللہ کی تعظیم و عظمت کو مٹانا اگر ایک مقصد ہے ایک مکتب فکر ہے ایک تحریک ہے: اور یہی توحید ہے: جس میں اظہر من الشمس ابلیس کی پیروی ہے: تو یقیناً ایسا موحد قرن الشیطان یعنی شیطان کا سینگ ہے: جس کی خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حدیث شریف میں دی ہے

ہم ہر مومن کو عموماً اور اہلسنت ہونے کا دعوےٰ کرنے والوں کو خصوصاً دعوت دیتے ہیں کہ خلفاء اللہ کی جو انبیاء و اولیاء اللہ ہیں تعظیم، عظمت و شان کو اپنے دل میں جگہ دیتے ہوئے اسے قائم کرنا بھی ایک مقصد، ایک فکر، اور ایک تحریک ہے: اس کے لئے اہل حق کا ساتھ دیں۔ اس مکتب فکر کی حمایت اور تبلیغ کرنے والے موجودہ زمانے میں اور ہمارے ملک میں صرف بریلوی علماء ہیں یا علماء و مشائخ کی جماعت "جمعیت علمائے پاکستان" یا پھر کاملین جن سے دین کی حقیقت وابستہ ہے: یہی اہل توحید ہیں: یہی موحد ہیں: اور یہی اہلسنت و جماعت ہیں: اور یہی صحیح العقیدہ ہیں:

تمت بالخیر

شرک فی الصفات

حزب الشیطان اس کوشش میں ہے کہ کسی کسی طرح لوگوں کا اعتقاد و محبت جو وہ اولیاء اللہ سے رکھتے ہیں ختم ہو جائے؛ تاکہ وہ تصدیق قلب سے جو ایمان کا رکن ہے محروم ہو جائیں، صرف ظاہری ایمان اور اسلام کے دعویدار رہ جائیں اور حقیقت کی رُو سے پکے منافق ہوں اس لئے شیطان نے اپنے دوستوں سے کچھ بناوٹی اصول واضع کرائے ہیں؛ انہی میں ایک یہ بھی ہے جسے عموماً "شرک فی الصفات" کہا جاتا ہے؛ اگر شرک کا ہوّا کھڑا نہ کیا جاتا؛ تو لوگوں کو اولیاء اللہ سے نفرت دلانا ناممکن تھا؛

ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ تعالے واحد لاشریک ہے؛ اس کی ذات میں اس کے صفات میں اور اس کے حقوق میں کوئی شریک نہیں ہے جیسا کہ اس کی ذات پاک کے ساتھ خاص ہیں؛ البتہ بعض حقوق و اختیارات اس نے اپنی نیابت کے طور پر اپنے خواص بندوں کی طرف منتقل کئے ہیں؛

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ ط	تو کہہ یا اللہ مالک سلطنت کے تو سلطنت دیوے جس کو چاہے؛

اس آیت کریمہ کے دو حصے ہیں، پہلے فرمایا کہ سلطنت؛ ملک یا اقتدار کا مالک اللہ ہے یعنی اس کے ملک و بادشاہت میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔ پھر فرمایا "سلطنت دیوے جس کو چاہے"؛ ہاں اگر وہ خود اپنی نیابت کے طور پر کسی کو ملک، سلطنت؛ اختیار و اقتدار عطا فرمانا چاہے تو مالک ہے

اس کی عطا کو کوئی نہیں روک سکتا؛ وہ ملک عطا روحانی ہو یا مادی؛ اسی دنیا تک محدود ہو یا لامحدود کائنات میں جاری و ساری ہو؛ تو اس کی عطا و بخشش سے کوئی امر بعید نہیں ہے!

اس لئے وہ حقوق و اختیارات اللہ تعالےٰ کے خلفاء میں تسلیم کرنا شرک نہیں ہے؛ بلکہ عین توحید ہے؛ اس کا انکار شرک ہے؛ مثلاً خلق اللہ کی ہے اور امر بھی اللہ کا ہے! "لہ الخلق والامر" صرف اسی کی مخلوق ہے اور صرف اسی کا حکم ہے!

نبی نائب کے طور پر اس کا امر اس کی خلق میں جاری کرتا ہے؛ اور اس کے بعد اس کے نائب اور خلفاء ایسا کرتے ہیں: اللہ کے نبی یا نبی کے خلفاء کی پیروی و فرمانبرداری اللہ تعالےٰ کے امر کی فرمانبرداری ہے اور یہ شرک نہیں ہے؛ بلکہ عین توحید ہے؛ ہاں وہ شخص جو نبی نہیں ہے اور نبی کے خلفاء کا خلافت و اجازت یافتہ بھی نہیں ہے اس کے امر کی فرمانبرداری شرک ہے؛ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں ہے خواہ قرآن و حدیث کا نام لے کر ہی امر کرے!

زندگی عطا فرمانے والا اللہ تعالےٰ ہے اور حقیقتاً موت دینے والا بھی وہی ہے؛ لیکن موت دینے کے لئے اس نے اپنے ایک مقرب فرشتے کو مقرر کیا ہے؛ جس کا اسم مبارک عزرائیل علیہ السلام ہے؛ اگر ہم یہ کہیں کہ فلاں کو عزرائیل علیہ السلام نے موت دی ہے؛ تو مجازاً یہ بھی درست ہے شرک نہیں ہے؛ اللہ تعالےٰ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو اتنی قدرت عطا

فرماتی ہے کہ وہ کروڑوں اربوں میل سے دنیا کے حالات و واقعات سے باخبر ہیں، بخاص کر قبض روح جس مقام پر جس جاندار کی بھی کرنا ہو کر لیتے ہیں، خواہ جنگلوں اور پہاڑوں میں ہو، دریاؤں اور سمندروں میں ہو، بستیوں یا شہروں میں ہو یا دنیا کے کسی حصے میں ہو، اور بیک وقت ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں ہو۔ آپؐ کی قدرت اور اختیار سے اور علم سے باہر نہیں ہے اتنا وسیع علم، اتنا وسیع قدرت اور اتنا وسیع اختیار و تصرف آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہے، اس سب کچھ کے باوجود بھی آپؐ عبد ہیں، الٰہ نہیں ہیں۔ آپؐ کے لئے اللہ تعالیٰ کی عطا سے یہ علم یہ قدرت اور اختیار تسلیم کرنا شرک فی الصفات نہیں ہے، ایک عقلمند کو چاہیئے کہ یہاں الوہیت اور عبدیت کے فرق کو اچھی طرح سے سمجھ لے، اس معاملے پر غور و فکر اور تدبر کر لے۔

آجکل مادی اصولوں پر مشتمل بہت سی ایجادات وجود میں آئی ہیں ان میں عجیب راز اور عجیب طاقتیں مشاہدہ ہوتی ہیں، مثلاً ریڈیو، ٹیلی ویژن ریڈار، دوربین وغیرہ، آج سے دو سو برس پہلے ایک سائنسدان نے یورپ میں ان آلات کی پیش گوئی کردی اور کہہ دیا کہ ایسا ہوگا، تو عیسائی دنیا کیطرف سے اس پر کفر کے فتوے لگ گئے، اس لئے کہ ان کے نزدیک یہ باتیں الوہیت میں داخل تھیں، کیوں کہ ان لوگوں کا تصور الٰہ بہت پست تھا تو جو لوگ الٰہ یا الوہیت کے متعلق پست ذہنیت کا شکار ہیں، وہی لوگ کمالات انسانی کا انکار کرتے ہیں اور انہیں الوہیت میں شمار کر کے شرک فی الصفات

قرار دیتے ہیں، خواہ کمالات مادی ہوں یا روحانی ؛

خود انسان ایک راز ہے اس کے وجود کا تجزیہ کیا جائے تو یہ مادہ اور روح سے مرکب ہے ؛ اس کا مادی وجود جو عناصر اربعہ کا مرہونِ منت ہے جسے حیوان کہنا چاہیے روح کی برکت اور موجودگی سے زندہ ہے ؛ اللہ تعالٰے کی عطا سے کچھ صفات رکھتا ہے ؛ مثلاً یہ آنکھوں سے دیکھتا ہے اور بصیر ہے ؛ اللہ تعالٰے بھی بصیر ہے ؛ لیکن اس کی بصارت اللہ تعالٰے کی عطا سے ہے ؛ یہ کانوں سے سنتا ہے اور سمیع ہے ؛ اللہ تعالٰے بھی سمیع ہے ؛ لیکن اس کی سمع اللہ تعالٰے کی عطا سے ہے ؛ اسی طرح دوسری صفات علم ؛ قدرت رحم ؛ کرم ؛ غصہ اور عدل وغیرہ ہیں ؛ جو اللہ تعالٰے کی صفات ہیں ؛ لیکن اللہ تعالٰے نے انسان کو بھی عطا فرمائی ہیں ؛ ہاں اللہ تعالٰے کیلئے یہ صفات ذاتی اور قدیم ہیں ؛ اور یہی الوہیت کی شان ہے ؛ لیکن انسان کے لیے یہ صفات عطائی ہیں ؛ اور حادث ہیں اور یہی بندگی کا مرتبہ ہے ؛ اگر کوئی شخص کسی انسان میں بھی یہ صفات ذاتی اور قدیم مانے تو وہ شرک فی الصفات کا مرتکب ہے اور مشرک ہے ؛

جس طرح جسم میں سمع و بصر اور دوسری صفاتی قوتیں موجود ہیں ؛ اسی طرح روح میں بھی ہیں ؛ جس کا تعلق وجود کے ساتھ دل سے ہے انسان وجود کی طرف سے حیوان اور روح کی طرف سے ملکی صفت ہے وجود یا جسم کا خلاصہ نفس ہے ؛ اگر نفس انسانی روح پر غلبہ حاصل کر لے تو روح کی صفات نفس کی کدورتوں اور غلاظتوں میں چھپ جاتی ہے ؛ رذیل حیوانی

صفات کے غلبہ سے انسان گناہ کی طرف جھک پڑتا ہے، اور صرف حیوانی صفات کو ہی اپنی صفات سمجھتا ہے، اس سے ترقی کا تصور بھی نہیں کر سکتا، اگر کرتا ہے تو مادی مفاد کے لئے اور مادی آلات کی مدد سے، جیسے دوربین کی مدد سے بہت دور کی چیزوں کو قریب دیکھتا ہے، اور اجرام فلکی کا مشاہدہ کرتا ہے، یا ریڈار کے ذریعہ اسے ایسی قوت مشاہدہ حاصل ہوتی ہے جو اس کے بغیر ناممکن ہے، ریڈیو کے ذریعہ دور دور کے پیغامات اور خبریں سنتا ہے اور دوسرے آلات کے ذریعے اپنے کام آسانی اور جلدی سے سرانجام دیتا ہے، اب چونکہ یہ چیزیں مشاہدہ ہو چکی ہیں، اس لئے انہیں الوہیت میں شمار نہیں کرتا، عیسائی سائنس دانوں نے انہی ایجادات سے دھوکہ کھایا ہے گذشتہ زمانے کے عیسائی لوگ ان طاقتوں کو خدائی طاقتیں سمجھتے تھے، جب یہ قوتیں سائنس دانوں نے حاصل کر لیں تو اپنا جائزہ لیا اور محسوس کیا کہ وہ خدا نہیں تھے، اس لئے انہوں نے خدا کا ہی انکار کر دیا،

اسی طرح روح ہے، اگر روح انبیاء علیہ السلام کے فیوضات سے فیض یاب ہو جائے اور قوت حاصل کر کے نفس پر غالب آ جائے تو اس کی برکت سے نفس کو پاکیزگی اور صفائی میسر آ جائے تو یہ بھی اپنی اصل سے فنا ہو کر روح کے ساتھ بقاء حاصل کر لیتا ہے، جو ملکی صفت ہے، اس قدسی روح اور پاکیزہ نفس کو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے وہ عجیب و غریب قوتیں حاصل ہو جاتی ہیں جو ملائکہ کو حاصل ہیں، البتہ جامعیت اور علم میں یہ ملائکہ سے بھی بڑھ جاتا ہے، مثلاً جب اس کے دل کو سمع اور بصر حاصل ہوتی ہے تو یہ نہ صرف

دنیا میں دُور دُور کی چیزیں اور واقعات مشاہدہ کرتا ہے، بلکہ اپنی چشم باطن سے ساتوں آسمان جنت، جہنم، لوح محفوظ، عرش اور ملائکہ وغیرہ سب چیزیں اللہ تعالےٰ کی عطا سے مشاہدہ کرتا ہے، جنات اور ملائکہ کو دیکھتا بھی ہے اور ان کی باتیں بھی سُنتا ہے، جنت اور جہنم کے مکینوں کو دیکھتا بھی ہے اور ان سے باتیں بھی کرتا ہے، جیسا کہ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اہلِ قبور کے بارے میں جنت کی بشارت سنائی ہے اور بعض کے متعلق جہنم کے عذاب کی وعید سنائی ہے؛ اور اسی طرح کے مشاہدات آپؐ کے نائبین اولیائے امت نے کیے ہیں، جو ان کے ملفوظات میں آپ کو ملیں گے یہ روحانی قوت ہے!

معاندین خلافت الٰہی نے اس قوت کو بھی الوہیت میں شمار کیا ہے اور کسی انسان میں ایسی قوت تسلیم کرنے کو "شرک فی الصفات" بتایا ہے، یہ چونکہ اپنے آپ کو بڑے مرتبے والا، صاحب، متقی اور معلوم نہیں کیا کیا سمجھتے ہیں یہ جب صالحین ومتقین کی عجیب باتیں ملفوظات میں پڑھتے ہیں، اور ان کے روحانی تصرفات اور کرامات کے واقعات مطالعہ کرتے ہیں، جن سے اپنے آپ کو نااہل پاتے ہیں تو بجائے اپنی نااہلیت کا اقرار کرنے کے ان صالحین کے روحانی کمالات کا انکار کر دیتے ہیں، پھر اس ایک غلطی کو نبھانے اور صحیح ثابت کرنے کے لیے سینکڑوں دوسری بدترین غلطیاں کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں جو گمراہی میں در رہا پڑے اور جو "یضل بہ کثیرا" کی صف میں دکھائی دیتے ہیں، انہیں لوگوں سے مطالعہ قرآن پاک سے گمراہی

نصیب ہوتی ہے۔ ان کا یہ خیال کہ وہ خدا و رسول اور قیامت پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان کے دوسرے تقاضے تسلیم کرتے ہیں۔ اور اعمال صالح بھی کرتے ہیں، محض خوش فہمی ہے۔ یہ سب کچھ اقرار زبانی کا فائدہ دیگا۔ تصدیق قلبی مفقود ہے۔ ایمان میں اخلاص درجہ سلوک سے وابستہ ہے۔ سلوک ہی سے فیوضات نبوی ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل ہوتے ہیں۔ جو روح کو نفس پر غالب کرتے ہیں اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جس سے روح نفس پر غالب ہو۔ چہ جائیکہ نفس فنا کا مرتبہ حاصل کرے۔ نفس صرف سلوک ہی سے مطمئنہ ہوتا ہے۔ اس کے بغیر کسی کو دھوکہ ہے کہ اس کا نفس مطمئنہ ہو گیا ہے تو وہ نفس کا فریب خوردہ ہے۔ اس کے نفس نے مداہنت اور بے غیرتی اختیار کر لی ہے۔ جسے وہ اطمینان سمجھتا ہے۔ اس سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ جیسے سمع، بصر، عدل، علم، قدرت، حکمت، رحم وغیرہ ہیں۔ کسی مخلوق میں سے خواہ وہ انبیاء مقربین ہوں یا ملائکہ مقربین یا کسی کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرح صفات ذاتی اور قدیم مانے تو وہ شرک فی الصفات کا مرتکب ہے۔ جیسے گذشتہ یا موجودہ زمانے کے کفار و مشرکین۔ دیویوں اور دیوتاؤں کو ان صفات کا ذاتی مالک سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کی عطا سے ان صفات کو مخلوق میں حادث مانتا ہے۔ تو وہ حق بجانب ہے مشرک و کافر نہیں ہے۔

اے عزیز! نفس اور ابلیس کے اس دھوکے سے بچ۔ اور ان رہزنوں کی صحبت سے بھی بچ جنہیں تو راہنما سمجھتا ہے۔ جو اٹھتے، بیٹھتے نائبین رسول

یا اولیائے امت کی مخالفت کرتے ہیں:

مسئلہ خلافت النبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم

اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے: کہ پہلے سربراہ مملکت کی حیثیت کو سمجھا جائے، جس کی خلافت یا وراثت کا جھگڑا ہے، عام طور پر حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلیفہ بلا فصل ماننے والے! آپ کی ان خاص نسبتوں کا ذکر کرتے ہیں: جو آپؓ کو نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں، یعنی آپ رضؓ خاندان بنی ہاشم سے تعلق رکھتے ہیں، اور حضور انور ﷺ کے چچا ابو طالب کے بیٹے ہیں، اور آپ کے چچازاد بھائی ہیں، نسبت میں نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی حضرت علیؓ ہیں اور آپ کے داماد ہیں! اسی لئے بعض لوگ حضرت علیؓ کو وراثت کا حقدار اور خلیفہ بلا فصل کہتے ہیں، جب کسی کی وراثت اسے نہ دی جائے جس کا وہ حقدار ہو تو نہ دینے والے کو غاصب سمجھا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور انہیں منتخب کرنے والے تینتیس ہزار صحابہؓ کو غاصب کہتے ہیں! پھر چونکہ حضرت علی رضؓ نے بھی حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو خلیفہ برحق مان لیا تھا اور بیعت ہوگئے تھے، جو حقیقت ہے! اور جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا! اس لئے حضرت علیؓ کے متعلق ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ رضؓ نے پہلے تین خلفائؓ کو دل سے تسلیم نہیں کیا تھا! یہ جو باری باری ہر ایک کی بیعت ہوتے رہے اور مجلس شوریٰ کے رکن رہے! تو یہ محض تقیہ تھا، یعنی جو کچھ آپ رضؓ نے اپنے

عمل سے ظاہر فرمایا ہے: وہ دل میں نہیں تھا۔ افسوس کہ حضرت علیؓ پر اتنا بڑا بہتان لگانے کے بعد بھی یہ حضرت علیؓ کیطرف اپنی محبت کی نسبت کرتے ہیں حالانکہ ایسا بہتان لگانا دشمن و مخالف کا ہی رویّہ ہو سکتا ہے!

سب سے پہلے یہ فیصلہ کرنا چاہیئے، کہ کیا نبی پاک صلی اللہ تعالٰے علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم عام دنیادار بادشاہوں کیطرح ایک بادشاہ تھے؟ جن کے ولی عہد ہوتے ہیں، جن کی وراثت منتقل ہوتی ہے۔ اور جن کے وارث فرزند یا اقربا ہوتے ہیں! یا جلیل القدر، پیغمبر۔ نبی اللہ یا رسول اللہ تھے؟ جن کی وراثت نہیں ہوتی؛ جن کا کام سنبھالنے والے خلفاء ہوتے ہیں (جیسے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد آپؑ کا کام آپؑ کے خلیفہ حضرت یوشع بن نون نے سنبھالا حالانکہ آپ عمران کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے!)

جو شخص نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقتاً نبی نہیں مانتا؛ وہی آپکی وراثت کا اصرار کرتا ہے۔ دل میں نورِ ایمان کی روشنی نہ ہونے کیوجہ سے اسے خلفاء ثلاثہ غاصب اور حضرت علیؓ حقدار وراثت دکھائی دیتے ہیں؛ حالانکہ خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ کو سقیفہ بنی سعدؓ میں تینتس ہزار صحابہ کرامؓ یعنی تربیت یافتگانِ نبوّت نے منتخب کیا! اور نبی پاک صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا خلیفہ بنایا! پھر حضرت علیؓ نے بھی بیعت اختیار کرکے جمہور صحابہ کرامؓ کو برحق تسلیم کرلیا! افسوس اس بدنصیب پر جو درس نبوت کے پڑھے ہوئے: نبی پاکؐ کے تربیت یافتہ اور تزکیہ یافتہ صحابہ کرامؓ کو برحق تسلیم نہیں کرتا اور غاصب کہتا ہے؛ تو وہ دراصل نبی پاک صلی

اللہ علیہ وسلم کو نبی ہی نہیں مانتا، جن کی تعلیم و تربیت نعوذ باللہ ان کے نزدیک
ایسی بودی اور ناکارہ ثابت ہوئی، کہ آپؐ کے وصال فرماتے ہی وہ سب لوگ
راہِ ثواب سے ہٹ گئے، جن کی برسوں آپؐ نے تعلیم و تربیت فرمائی تھی
آپ اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ اس نظریئے یا عقیدے میں آپ کو نبی پاک صلی
اللہ علیہ وسلم کے کام کی کامیابی دکھائی دیتی ہے یا ناکامی؛
آپ ذرا اس مدرس کا تصور کریں، جو سال بھر ایک کلاس کو پڑھاتا رہا ہے
امتحان کے بعد اگر اس کے سب شاگرد فیل ہو جائیں تو آپ اس مدرس کو
کامیاب کہیں گے یا ناکام، لیکن اس سے بھی افسوس ناک بات یہ ہے کہ
ایک مدرس سال بھر سخت محنت کرے، طلباء کو اعلےٰ معیار پر تیار کرے؛
اور وہ طلباء امتحان میں اعلےٰ نمبر حاصل کر کے سو فیصدی کامیاب ہوں پھر کوئی
بہانہ بنا کر ان کامیاب طلباء کو ناکام یا فیل کہا جائے؛ اور مدرس کو ناکام سمجھا جائے
کارِ نبوت کو ناکام ثابت کرنے والے یہ لوگ حضرت علیؓ اور اہل بیت رسول
علیہ السلام کی شدید محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں؛ آیئے اب تاریخ کے دُوران
سے جہاں تک کہ ان کی اس محبت کے دعوےٰ کو دیکھیں، جانچیں اور پرکھیں
کہ اس میں کہاں تک حقیقت کا عنصر شامل ہے؛
خلفاء ثلاثہؓ کا دار الخلافہ مدینہ منورہ تھا، لیکن جب حضرت علی رضی اللہ
تعالےٰ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے اپنا دار الخلافہ کوفہ کو بنایا، اس طرح وہ تمام
لوگ جو آپؓ کی محبت یا تشیعانِ علیؓ ہونے کا دعوےٰ کرتے تھے، کوفہ میں جمع
ہو گئے، ان کے غالباً دو گروہ تھے، ایک گروہ جو تعداد میں بہت کم تھا جس

میں صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ ان سچی محبت کرنے والے لوگوں کا تھا، جو خلفاء ثلاثہ کو بھی حضرت علیؓ کی طرح برحق مانتے تھے اور جمہور صحابہ کو بھی برحق تسلیم کرتے تھے۔ اگرچہ سب صحابہ حضرت علیؓ اور اہل بیت نبی علیہ السلام سے محبت رکھتے تھے۔ مگر انہیں حضرت علیؓ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے قدرتی زیادہ محبت تھی۔ اس لیئے یہ ترک وطن کر کے حضرتؓ کے ساتھ کوفہ میں آ گئے۔ یہ مومنین تھے۔ دوسرا گروہ ان لوگوں کا تھا، جو کلمہ گو تھے۔ لیکن عبداللہ بن سباح منافق کے فتنے سے متاثر ہو گئے تھے۔ یہ حضرت علیؓ کی محبت کے پردے میں خلفاء ثلاثہ اور دوسرے صحابہؓ کی تنقیص کرتے تھے۔ اسی وجہ سے یہ خارج از ایمان تھے اور انہیں کو رافضی کہا جاتا ہے۔

غالباً اسی دوسرے گروہ کی آزمائش اور دعوےٰ محبت کے امتحان کے لیئے کاتب تقدیر نے روز ازل سے کربلا کے میدان کو منتخب فرمایا تھا۔ وہ تقدیر کی ان تحریروں سے نہ حضرت علیؓ بے خبر تھے۔ اور نہ حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام۔ حضرت امام اپنے نانا پاکؐ کے وسیلہ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی لائی ہوئی جہادِ کربلا کی سرخ درجی اس معرکہ کے وقوع سے مدتوں پہلے حاصل کر چکے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ امیر المسلمین بنے اور حضرت امام عالی مقام امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے۔ فرزندان علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے رضامند ہو جانے سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ امیر برحق تھے؛ ورنہ فرزندان اسد اللہ الغالب رضؓ ضرور مدافعت ومخالفت فرماتے؛ بہرحال اس طرح نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم کے فرمان بموجب خلافتِ راشدہ کا دور ختم ہوا؛ اور بادشاہت کا دور شروع ہوا؛ حضرت امیر معاویہ پہلے سلطان المسلمین تھے؛ چونکہ بادشاہوں کے لیے ولی عہد مقرر کرنا جائز ہے؛ اس لئے آپ رضؓ نے بھی اپنا ولی عہد مقرر کر دیا؛

حضرت امیر معاویہ کے وصال کے بعد یزید سلطان المسلمین بنا؛ حکومت واقتدار حاصل کرنے کے بعد اس نے ایسے اعمال وافعال کا اظہار کیا جو صریح طور پر خلافِ شریعت تھے؛ جنہیں پہلے وہ سختی سے چھپائے ہوئے تھا؛ سربراہِ مملکت کے فسق وفجور میں مبتلا ہونے اور خلافِ شریعت افعال کے اظہار کے بعد مسلمانوں کے لئے قیادت کی تبدیلی کے لئے کوشش کرنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہو گیا تھا؛ لیکن اس کے لئے شرعاً کچھ شرائط تھیں؛

جب اہل کوفہ اور بصرہ نے ہزاروں کی تعداد میں خطوط لکھ کر اور حضرت امیر مسلم کے ہاتھ پر بیعت ہو کر یقین دلایا؛ کہ وہ امام عالی مقام رضؓ کی ہر قسم کی جانی ومالی امداد کریں گے؛ اور یزید کے مقابلے میں حق کا ساتھ دیں گے؛ اپنا شیعانِ علیؓ ہونا ظاہر کیا؛ تو حضرت امام حسین علیہ السلام کے لئے وہ شرعی شرائط پوری ہو گئیں جو خروج کے لئے ضروری تھیں؛ اب اگر دعوت دینے والوں کی دعوت کے بعد بھی ان کی مدد کے لئے تشریف نہ لے جاتے تو شاید آپ رضؓ سے پرسش ہوتی؛ لیکن آپ رضؓ ایسا کرتے کیوں؛ آپ رضؓ نے دعوت دینے والوں

کو ہی امتحان میں ڈالا اور مکہ پاک سے کوفہ کے لئے مع اہل و عیال اور خاندان اہلِ مکہ اور مدینہ کو الوداع کہہ کر روانہ ہو گئے؛ اہلِ حجاز نے ساتھ چلنے کے لئے بہت اصرار کیا؛ لیکن امام عالی مقامؓ نے کسی کو ساتھ چلنے کی اجازت نہ فرمائی؛

بعض روایات کے مطابق تقریباً چالیس ہزار کوفی امام پاکؓ کی امداد کے لئے امیر مسلمؓ کے جھنڈے تلے جمع ہو چکے تھے؛ انہیں ایام میں یزید نے عبداللہ بن زیاد کو جو ایک سنگدل شخص تھا اور بصرے کا گورنر تھا؛ کوفے کا گورنر بھی بنا دیا؛ جس نے پہلے بصرے والوں کو رام کیا پھر کوفہ میں وارد ہوا؛ ادھر اہلِ کوفہ کو حضرت امام عالی مقامؓ کے مختصر قافلے کی آمد کا حال معلوم ہو گیا؛

اس نازک موقع پر اہل کوفہ نے جو کردار سرانجام دیا ہے؛ اس سے ان کی ساری حبِ علیؓ کا پتہ چل جاتا ہے؛ اور منصف مزاج انسان ان کے مومن ہونے کو بھی جان لے گا؛ پہلے دن عبداللہ بن زیاد اپنے مختصر فوجی دستے کیساتھ گورنر ہاؤس میں محصور رہا؛ اور امیر مسلم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زیرکمان چالیس ہزار شیعانِ علیؓ جمع تھے؛ پھر عبداللہ بن زیاد نے کوفی فوج کے سرداروں کو درغلانا شروع کیا؛ اس کے پاس کوفی سرداروں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے تین دلیلیں تھیں جو ان کے لئے وزنی ثابت ہوئیں؛

۱:۔ یہ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے ساتھ اپنے اہل و عیال اور اہلِ خاندان کو لا رہے ہیں؛ جن کی تعداد دو صد سے بھی کم ہے اور ان کے ساتھ کوئی بڑا لشکر جرار نہیں ہے؛

۲:۔ یہ کہ یزید کی پوری قوت کا مقابلہ صرف کوفیوں کو کرنا ہو گا؛ اور یہ ضروری

نہیں ہے کہ انہیں فتح حاصل ہو۔ اس کی شکست اور یزید کی فتح کی صورت میں ان کے گھروں کو جلا دیا جائے گا۔ ان کے اموال پر قبضہ کر لیا جائے گا۔ اور ان کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو تہہ تیغ کر دیا جائے گا۔

۲:- یہ کہ اگر کوفی امام پاکؓ کی حمایت کا جنون دل سے نکال پھینکیں اور ہماری مدد کریں۔ تو اس صورت میں لاتعداد لشکر کا پون صد نفوس پر فتح پانا یقینی ہے۔ اس فتح کے بعد نہ صرف اہل کوفہ کا یہ جرم یعنی حمایتِ امام پاکؓ معاف کیا جائے گا۔ بلکہ انہیں انعامات سے مالا مال کر دیا جائے گا اور چوٹی کے سرداروں کو راتے، جند اور حلوان کی حکومتیں بھی دی جائیں گی۔

ان باتوں کا کوفیوں اور کوفی سرداروں پر یہ اثر ہوا، کہ اسی دن کی شام تک سوائے چند نفوس کے سارے حُبدارِ اہل بیت عبداللہ بن زیاد کے یزیدی کیمپ میں دکھائی دینے لگے۔ جس دن کی صبح کو حضرت امیر مسلمؓ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بے تابی سے انتظار کر رہے تھے، یہی لوگ دوسرے دن حضرت امیر مسلمؓ اور امام پاکؓ اور اہل بیت کے خون کے پیاسے معلوم ہوتے تھے، چنانچہ حضرت امیر مسلمؓ اور آپ کے فرزندان کی شہادت کے پاک خون سے جن لوگوں کے ہاتھ رنگین ہوئے وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہیں۔ اس کے بعد تاریخ صرف چند نفوس کے نام بتاتی ہے، جو حبِ اہل بیت میں پکے تھے اور مومن تھے، کسی صورت نہ بک سکے، جنہیں کوفیوں کی نشان دہی کے بعد شہید کر دیا گیا۔ لیکن قیاس یہ بتاتا ہے، کہ ایسے سب سچے مومنوں اور شیعانِ علیؓ کو شہید

کر دیا گیا ہوگا ؛ جو حضرت علیؓ سے سچی محبت رکھتے تھے ؛ اور صحابہؓ کرام کو برحق مانتے ہونگے ؛ ان سے عبداللہ بن زیاد کی دشمنی تو واضح ہے کہ انہوں نے نورِ ایمان کی وجہ سے ضمیر نہ بیچا ؛ اپنی جانیں قربان کر دیں ؛ لیکن اہل بیت رسول علیہ السلام سے غداری نہ کی ؛ اور " سبائی شیعہ " عقیدے کے اختلافات کی وجہ سے ان سے محبت نہیں کر سکتے تھے ؛ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ عنہ کو برحق ماننے والے اور غاصب سمجھنے والے ایک دوسرے کے دوست نہیں ہو سکتے تھے ؛ یہی وجہ ہوئی کہ ضمیر فروشوں نے مومنین کی نشان دہی کی ہوگی اور یزیدی فوجوں نے انہیں شہید کیا ہوگا ؛ مخلصین کو شہید کرنے کے بعد کوفی شیعہ اور یزیدی دشمن مخالفت اہل بیت میں متفق تھے یزیدی ظالموں اور کوفی دوستی کے دعویداروں نے مل کر وہ کام کیا ؛ جو واقعۂ کربلا کے نام سے مشہور ہے ؛

حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ کرام کی مخالفت اور اہل بیت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت دراصل نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت ہی ہے ؛ جو شخص صحابہؓ کو برحق نہیں سمجھتا انہیں غاصب بتاتا ہے ؛ وہ دراصل نبی پاکؐ کو ہی برحق نہیں سمجھتا جن کے وہؓ تربیت یافتہ ہیں اس لئے مخالفین صحابہؓ خارج از ایمان ہیں ؛ اسی طرح اہل خانہ کا مخالف صاحب خانہ کا دوست کیسے ہو سکتا ہے ؛ یہی وجہ ہے جو اہلبیت نبی علیہ السلام کا مخالف ہے وہ آپ کی ازواج مطہراتؓ ہوں یا حضرت علیؓ اور آپؓ کا گھرانہ تو وہ بھی نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا دوست نہیں ہے ؛

خارج از ایمان ہے۔

یزید یوں اور کوفیوں میں بھی دونوں گروہ موجود تھے، ایک اہل بیت کی دشمنی اور مخالفت کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا، اس لئے خارج از ایمان تھا، دوسرا اگرچہ اہل بیت کی محبت اور دوستی کا اظہار کرتا تھا، اور امام پاک کو مقدس مقامات سے بلانے کا ذمہ دار بھی ہی تھا، لیکن صحابہؓ کی مخالفت کی وجہ سے خارج از ایمان تھا، گویا بظاہر دونوں مختلف گروہ اپنے باطن کے لحاظ سے خارجیوں کا ایک ہی جتھا تھا، اور پھر جو کام انہوں نے سرانجام دیا ایسے لوگوں سے غیر متوقع بھی نہیں تھا۔

اب کوفیوں کے کردار پر تھوڑا سا تبصرہ ہو جائے تو مناسب رہے گا۔

ان کوفیوں سے ہماری مراد شیعانِ علیؓ کا وہ گروہ ہے جو عبد اللہ ابن سباح منافق کی تحریک سے متاثر تھا، انہی لوگوں کے فتنے سے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شہادت ہوئی تھی، اور یہی لوگ تھے جو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت کی آڑ میں صحابہؓ سے دشمنی رکھتے تھے اور مکہ مکرمہ سے حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کو اپنی مدد کا یقین دلا کر بلانے کے ذمہ دار بھی ہی تھے، حضرت علیؓ اور اہل بیت سے انہیں کتنی محبت تھی، اور امام پاکؓ کو مدد دینے میں کتنی صداقت تھی ان کا یہی کردار ہم آپ کو دکھانا چاہتے ہیں۔

مثال مشہور ہے کہ "خبیس خبیس کو پہچانتا ہے" معلوم ہوتا ہے، کہ عبید اللہ ابن زیاد بھی ان کے نفاق سے بے خبر نہیں تھا، اسے معلوم تھا

کہ کوفی دنیا کے لالچ اور عہدے حاصل کرنے کے لئے امام پاک کا دم بھر رہے ہیں، شاید کوفیوں کا خیال ہو گا، کہ امام عالی مقام حجاز مقدس سے اپنے ساتھ ایک لشکر جرار لائیں گے، ادھر کوفی اور بصری بھی ساتھ ہو جائیں گے، بحیثیت مجموعی عالم اسلام بھی امام پاک کا ساتھ دے گا، اس لئے کامیابی یقینی ہے، چونکہ اس سارے کام کے محرک کوفی ہوں گے، اس لئے انہیں بڑے بڑے عہدے ملیں گے، بلکہ ساری اسلامی سلطنت کے پردھان یہی ہوں گے، عبداللہ بن زیاد بھی ان کے ان خیالات سے ناواقف نہیں تھا، اس لئے اس نے اُن مندرجہ دلائل سے کوفیوں کو اپنا متفق اور ہمنوا بنا لیا، جن کا ذکر ہو چکا ہے، ان دلائل سے امام پاک کا ساتھ چھوڑ کر یزیدی کیمپ میں چلے جانے سے یہ صاف طور پر واضح ہو گیا کہ فی الواقع کوفیوں کے یہی خیالات تھے، جن کا ذکر ہو چکا ہے،

امام پاک کی تشریف آوری کے بعد جب آپؓ نے انہیں ان کے وعدے یاد دلائے اور وہ خطوط دکھاتے جو ان لوگوں نے امام پاکؓ کو بھیجے تھے، لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ نہ کوئی خط بھیجا تھا، اور نہ وعدہ کیا تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حضرت امام عالی مقام کو پہچانتے ہی نہیں ہیں، اور نہ حضرت علیؓ اور آپؓ کے گھرانے سے واقف ہیں،

بہر حال ان لوگوں نے ان انعامات اور حکومتوں کے لالچ میں امام پاکؓ کا مقابلہ کیا اور کربلا کے میدان میں یزیدیوں کے ساتھ مل کر اہل بیت کا خون بہایا، البتہ اتنا بڑا ظلم کر چکنے کے بعد حضرت امام حسینؓ اور اہل بیت کے

محب بن گئے: اور خوب ماتم داری کی جو آج تک جاری ہے:

اے اہل اسلام! انصاف کرو: آج جس طرز پہ ماتم داری ہوتی ہے پھر اہل بیت کی باپردہ خواتین کا ذکر کیا جاتا ہے: کیا یہ دوستی کے پردے میں دشمنی نہیں ہے: نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا ہے: کہ" اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہ پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو"

میں سُنی مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں جو ماتم کی ایسی مجالس میں حاضری دیتے ہیں: اگر تم اپنی ماؤں: بہنوں اور بیٹیوں کے لئے ایسا ذکر پسند کرتے ہو تو تمہارے لئے درست ہوگا: لیکن اگر اپنی ماؤں: بہنوں اور بیٹیوں کیلئے ایسا ذکر تمہاری غیرت پسند نہیں کرتی اور اہل بیت رسول علیہ السلام کیلئے پسند کرتے ہو تو تم یقیناً بہت بڑے ظالم اور بے انصاف ہو: اس جینے سے ڈوب کر مرجاؤ تو اچھا ہے: الحمد اللہ: کہ خارجیوں کے سارے گروہوں کی نشان دہی ہوگئی ہے: جو نام کے اختلاف کے ساتھ آج بھی پوری آب و تاب سے موجود ہیں: مسلک اہل سُنت بھی واضح ہو چکا ہے: مزید وضاحت کے لئے گذشتہ مباحث کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

خلاصۂ مباحث

اہل سنت توحید پر ایمان رکھتے ہیں: ذاتِ الٰہ العالمین کے سوا جس کا اسم ذاتُ اللہ ہے: ساری مخلوق کو خواہ وہ ملائکہ مقربین ہوں یا نبی مرسل مقرب خواہ جنات ہوں: خواہ کوئی اور عجیب و غریب مخلوق ہو: سب کو حادث

اور اللہ تعالیٰ کا عبد یقین کرتے ہیں، صرف اللہ تعالیٰ کو اور اس کی صفات کو قدیم مانتے ہیں؛ انبیاء علیہ السلام کو ابن آدم علیہ السلام سمجھتے ہیں؛ ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے کارکن یقین کرتے ہیں، جو تقدیر الٰہی یا احکاماتِ الٰہی کو کائنات میں نافذ کرتے ہیں؛ تقدیر الٰہی پر یقین رکھتے ہیں، بعث بعد الموت اور یوم حشر و آخرت پر ایمان رکھتے ہیں؛

خلافتِ الٰہی کو دل سے مانتے ہیں، خلافتِ الٰہی کی عظمت و شان کو جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہے؛ دل میں جگہ دیتے ہیں اور تصدیق و حقیقتِ ایمان کو اسی سے وابستہ سمجھتے ہیں؛ انبیاء علیہ السلام اور ان کے وسیلے سے اولیاء کرام کو خلفاء الٰہی یقین کرتے ہیں؛ اور ان کے لئے علم غیب و تصرف و اختیار اللہ تعالیٰ کی عطا سے بطور نیابت مانتے ہیں؛ حبیب الرحمٰن علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت محمد مصطفےٰ اخیرا لورا صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اعظم خلیفۃ اللہ یعنی سب خلفاء یا انبیاء کا امام اور پیشوا یقین کرتے ہیں، جن پر نعمتِ نبوت یا خلافت کا اتمام ہوا؛

اللہ تعالیٰ نے "علم آدم الاسماء کلہا" فرما کر علم کلی یعنی کل "ماکان و مایکون" کا علم اپنے خلیفہ کو عطا فرمایا؛ یہ علم اللہ تعالیٰ کے ذاتی قدیم علم کے مقابلے میں سمندر کو قطرے کی نسبت سے کم ہے؛ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اعظم خلیفۃ اللہ ہیں؛ اور نعمت نبوت کا آپ پر اتمام اور اختتام ہے؛ اس سے کلی علم "ماکان و مایکون" آپ کو حاصل ہے؛ اسماء و صفات الٰہی کا علم اس پر زائد ہے؛ اور یہ خلافت الٰہی کی شان ہے؛ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو

جو اس کی سلطنت کے کارکن ہیں، حکم دیا۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِآدَمَ۔ "اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو پھر کیا ہوا فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔ سب سجدہ میں گر پڑے، سوائے شیطان کے۔

اس حکم میں جہاں خلیفہ الٰہی کی عظمت و شان کا اظہار مقصود ہے۔ اور اس کی تعظیم ضروری قرار دی گئی ہے وہاں اس میں نیابت و مختاری کا مفہوم بھی پوشیدہ ہے، جب ملائکہ کو خلیفہ الٰہی کے آگے جھکا دیا گیا، جو سلطنتِ الٰہی کے کارکن ہیں، تو سلطنتِ الٰہی بھی بطور نیابت خلیفہ الٰہی کے اختیار میں آگئی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل کہنے اور سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ بطور اعظم خلیفۃ اللہ اللہ تعالٰے کی سلطنت کے مختار ہیں۔ اس طور پر کہ قانونِ الٰہی یا تقدیر الٰہی کو اس طرح تسلیم فرماتے ہیں جس طرح ملائکہ عظام گویا علم کلی اور مختار کل اہلِ سنت و جماعت کے دو توں عقیدے عظمت و شانِ خلافتِ الٰہی سے وابستہ ہیں۔

جس کے دل میں تصدیق و حقیقتِ ایمان ہے اور وہ اپنے دل میں عظمت و شانِ خلافت رکھتا ہے۔ وہ ان دونوں عقائد کو بھی تسلیم کرتا ہو گا۔ لیکن جو شخص عظمت و شانِ خلافت و نبوت کو اپنے دل میں نہیں رکھتا، تو شیطان نے بھی ایسا کیا تھا، وہ ان دونوں عقائد کا بھی منکر ہو گا، اس کا دِل تصدیق و حقیقتِ ایمان سے خالی ہے اور نفاق کی حالت میں مبتلا ہے، جس کا انجام بالیقین ابدی جہنم ہے۔

مسلمان بھائیو! اگر تم ایمان پر قائم ہو، عظمت و شان خلافت و نبوت اپنے دل میں رکھتے ہو، نبی پاک کا علم کلی مانتے ہو، اور آپ کو مختار کل یقین کرتے ہو، تو یقیناً تم ایمان پر قائم ہو اور تصدیق و حقیقتِ ایمان دِل میں رکھتے ہو، اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری کو سعادت سمجھتے ہو گے اور وہاں تمہارے دل کو ٹھنڈک اور فرحت پہنچتی ہو گی، آپ کو مبارک ہو، اس فتنے کے دور میں ایمان بچانا بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔

اگر خدانخواستہ آپ لُٹ گئے ہیں، رہزنوں نے اِن ایمان افروز عقائد کو شرک بتایا ہے اور تمہیں نام و نہاد توحید کی دعوت دی ہے، اور تم اس دھوکے میں آکر ایمان ضائع کر چکے ہو۔ تو عزیز و تحقیق کرو، اپنے آبائی مسلک کو بُرا نہ سمجھو، تمہارے آباؤ اجداد یا سلف صالحین بُت پرست نہیں تھے وہ کسی اہلِ سُنت و جماعت کے صالح مرشد سے بیعت ہوں گے ان نام و نہاد مصلحین سے نیکی اور تقوے میں بھی بڑھ کر ہوں گے اور یہ بھی بنی نہیں ہیں، کہ ان کے کہنے سے تم یا تمہارے آباؤ اجداد مشرک سمجھے جائیں خلفاء الٰہی سے نفرت دلانے کے لئے شرک کا محض پاکھنڈ ہے، لوگوں کو حقیقتِ ایمان سے محروم کر کے منافق بنانے کی ابلیس کی سازش ہے، گو یہ لوگ نیک نیتی کے جذبے سے ہی یہ کام کر رہے ہوں، یہ خود دھوکے میں ہیں، یہ دنیا کی زندگی ایمان حاصل کرنے کے لئے ہے، خوب سوچ لو، اگر نفاق میں رہے، ایمان حاصل نہ کیا، تو انجام بہت خراب ہو گا۔ اللہ تعالےٰ آپ کو ہدایت نصیب فرمادے اور ایمان کی طرف لوٹنے کی توفیق نصیب

فرما دے؛ آمین؛

اب آخر میں عرض ہے؛ کہ آپ کی بستی میں کوئی مبلغ یا تبلیغی جماعت تشریف لائے تو اُن سے دو باتیں ضرور پوچھ لیں کہ آیا وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مختیار کل مانتے ہیں؛ اور آپ کا علم کلی تسلیم کرتے ہیں دوسری بات یہ کہ اولیاء کرام کے مزارات پر حاضری کو جائز سمجھتے ہیں؛ ان کی تعظیم اور نذر ونیاز کو جائز سمجھتے ہیں اور ان اعمال پر خود بھی عمل کرتے ہیں، کیوں کہ یہ اعمال خلفاء کے لئے بطور نیابت کے ہیں؛ اور حقیقتاً اللہ کے لئے ہیں؛ اگر ان سب باتوں کو مانتے ہیں تو اہل سنت وجماعت ہیں؛ آپ ان کی تقریر سنیں اگر ان عقائد کو نہیں مانتے انکار کرتے ہیں؛ یا جواب نہیں دیتے دوسری باتیں کرتے ہیں؛ آپ اگر اپنا ایمان ضائع کرنا نہیں چاہتے تو ان سے بچ کر رہیں

الحمد اللہ کہ اس فقیر نے قیوم زمان غوثِ دوراں جناب حضرت غریب نواز محمد عبد اللہ المعروف پیر بارو صاحب کے فیوضات وبرکات سے اس رسالہ کو مکمل کیا ہے؛ امید ہے کہ اہل سنت وجماعت کے لئے اندھیرے میں چراغ ثابت ہوگا، خاص کر ان لوگوں کے لئے جو صرف اردو خواں ہیں اور اہل سنت وجماعت کے اصل علوم سے واقفیت نہیں رکھتے اور گمراہ فرقوں کی گمراہ کن کتابوں کا اثر قبول کر کے متذبذب ہوگئے ہیں؛

اہل سنت کے تبلیغی اداروں اور انجمنوں سے اپیل ہے کہ وہ اس رسالہ کو اجازت حاصل کر کے زیادہ سے زیادہ تعداد میں طبع کرا کر شائع کریں؛ اس کی اجازت مندرجہ ذیل پتہ پر جوابی لفافہ بھیج کر مفت حاصل کی

جاسکتی ہے ؛

پتہ :۔ محمد ابراہیم خاں بزدار محلہ نظام آباد تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں کو لِکر فقیر شبیر محمد باروہی کو ملے ؛

اب آخر میں یہ ناچیز اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ اس معاملے میں اگر مزید تحقیق کرنا چاہیں تو مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ فرمادیں :۔

۱:۔ زلزلہ از قلم ارشد القادری صاحب — ملنے کا پتہ مظہرِ فیضِ رضا برزخ مندطیبی لائل پور

۲:۔ تبلیغی جماعت " " " " " " "

۳:۔ خون کے آنسو " " " " "

۴:۔ جاء الحق وزہق الباطل از قلم احمد یار خان صاحب — لاہور کے مشہور کتب خانوں سے

نشانِ راہ :۔ خارجیوں کے دونوں گروہوں کی نشان دہی کردیگئی ہے انہیں سے ایک گروہ کو رافضی کہتے ہیں ؛ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی محبت کا سوانگ رچائے ہوئے ہے ! ابلیس نے ان لوگوں سے بہت سی بدعات جاری کرائی ہیں ؛ یہ مشرکوں کی طرز پہ بناوٹ پر عمل کرتے ہیں ؛ یہ ہر سال محرم کے موقع پر تابوت بناتے ہیں ، جسکی شکل روضے کیطرح ہوتی ہے اور اسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا روضہ بناتے ہیں اسکی بڑی تعظیم و تکریم کیجاتی ہے ، منتیں ادا کیجاتی ہیں اور نذر و نیاز دیجاتی ہے یہی دراصل نام کے دھوکے سے شیطان کی پوجا ہے ؛ بیشک حضرت امام حسین رضی

اللہ تعالیٰ عنہ امام اولاولیاء ہیں اور خلفاء الٰہی میں سے ہیں۔ واجب التعظیم ہیں۔ دربار الٰہی میں قرب رکھتے ہیں اور سائل کا سوال دور سے بھی سنتے ہیں اور نزدیک سے بھی، جسکے حق میں دعا فرمادیں وہ انشاء منظور ہو گی۔ لیکن زمین پر آپکا اصل مقام کربلا معلےٰ کے اندر اپنی آخری آرامگاہ میں ہے۔ یہ تابوت بدعت ہے لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ابلیس نے بنوایا ہے۔ یہاں حضرت امام حسین کے نام کے دھوکے سے ابلیس کی تعظیم ہو رہی ہے۔ اسلئے یہ بہت بڑا گناہ اور شرک ہے۔ آپ اگر صحیح نیت اور ارادہ رکھتے ہیں تو کربلا معلی جائیں یہاں نہ جائیں۔ اسی طرح عَلَم، پنگھورا، کربلا جو ہر شہر کے پاس موجود ہے۔ یہ سب بناوٹی چیزیں ہیں۔ بدعات ہیں۔ بتوں کے مثل ہیں۔ انکی تعظیم شرک اور گناہ ہے۔ دوسرا گروہ ان خارجیوں کا ہے جو خلفاء الٰہی یا اولیاء کرام کے اصل مقامات یا مزارات کو بتوں کا مثل بتاتا ہے اور اولیاء کرام سے لوگوں کو نفرت دلاتا ہے اولیاء کرام کی تعظیم و ادب کے مباح اور جائز طریقوں کو بدعت و شرک کہتا ہے۔ یہ بھی ابلیس کا پیروکار ہے۔ اسی کے دھوکے میں آگیا ہے۔ راہِ اعتدال سے ہٹ گیا ہے۔ اب اہل سنت کا طریق کار بالکل واضح ہو گیا ہے یعنی اہل سنت انبیاء اللہ اور اولیاء اللہ کو مقرب بارگاہ، مستجیب الدعا، سائلین کے سوال کو سننے والے خیال کرتے ہیں۔ اور اپنے مزارات میں عالم برزخ میں زندہ تصور کرتے ہیں۔ اُنکے مزارات کو مٹی کا ڈھیر اور اولیاء کرام کو خارجیوں کی طرح مردہ خیال نہیں کرتے اولیاء کرام کی تعظیم کو مستحب خیال کرتے ہیں اور ایصالِ ثواب کے لئے نذر و نیاز کو جائز سمجھتے ہیں۔

البتہ رافضیوں کی طرح کوئی شخص بناوٹی روضے یا بناوٹی آثار خود تیار

کر کے ان کی نسبت نبی پاکؐ یا امام پاکؓ یا اولیاء کرام کی طرف کرے تو اسے بدعت کہتے ہیں، اور ان بناوٹی چیزوں کو تبوں کا مثل سمجھتے ہیں۔ اور ان کی تعظیم و تکریم اور نذر و نیاز کرنے کو شرک اور گناہ سمجھتے ہیں؛

اب آخر میں ایک بات ذہن نشین فرمالیں؛ عام طور پر خوارج مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے اولیاء کرام یا خلفاء الٰہی کی بگڑی ہوئی نسلوں کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں؛ جنہوں نے شریعت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے اور فسق و فجور میں ملوث ہیں، پیری مریدی کا طریقہ صرف پیٹ پالنے کے لئے اختیار کر رکھا ہے، انہیں مثال بنا کر اولیاء کرام سے نفرت دلائی جاتی ہے؛ حالانکہ اہلِ حق کے نزدیک بھی یہ لوگ نہ اولیاء اللہ ہیں اور نہ ہی خلفاء الٰہی؛ جن کی تعظیم و ادب میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے؛ لیکن تو ں نہ کتا ئیدے سایاں دامنہ" اس بنا پر کوئی ان کی قدر کرتا ہے؛ تو حرج بھی نہیں ہے؛ اولیاء کرام کے صحیح جانشین وہ خلفاء ہوتے ہیں جو فیوضاتِ نبوت کے باذن اللہ وارث بنتے ہیں؛ مثال کے طور پر حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے فیوضات کے وارث حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے خلفاء بنے اسی طرح اُن کے جانشین حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے خلفاء بنے؛ اور حضرت خواجہ غریب نواز کے فیوضات کے وارث حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے خلفاء بنے؛ مطلب یہ ہے کہ اس نعمت کو نسلوں کی بجائے خلافت میں ڈھونڈنا چاہیئے؛ سلسلہ کوئی بھی ہو اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ کاملین کی نسل اس نعمت سے خالی ہوتی ہے؛ بلکہ نسل میں بھی باصلاحیت

افراد میں یہ نعمت رہتی ہے ، جب تک اللہ تعالےٰ چاہے ایک کامل ولی اللہ کا گدی نشین اگر وہ صحیح العقیدہ اہل سنت ہے ، رافضیت یا خارجیت کا دھوکہ کھا کر بزرگان کے اس عقیدہ کی نعمت کو ضائع نہیں کر چکا ہے ، اسلام کی مخالف یا خوارجی جماعتوں کا سیاسی یا مذہبی ہمدرد و مددگار بھی نہیں ہے اور پابندِ شرع ہے تو وہ اولیاء اللہ کی ولایت کا حامل ہے اور قابلِ تعظیم ہے ، ایسے نیک بخت کی بیعت ہو جانا چاہیئے ، اس طرح آپ لاوارث نہیں رہیں گے ، شیطان یا اس کے دوست تمہیں گمراہ نہیں کر سکیں گے ،

"ابلیس بھی اللہ کی توحید کا منکر نہیں تھا۔ بلکہ اسے واحد لاشریک سمجھتا تھا۔ مقرب بارگاہ تھا اور ملائکہ میں رہتا تھا۔ کسی ہستی کو اللہ کا شریک نہیں سمجھتا تھا۔ مگر یہی خلافت و نیابتِ الٰہی کا انکار کیا۔ تکبر کیا اور اپنے آپ کو بڑی شے سمجھا۔ خلیفۂ خدا کی عظمت و بزرگی کا منکر ہوا۔ اِس کی تعظیم کو رضائے الٰہی کا وسیلہ نہ بنایا۔ تعظیم عظمت و شانِ خلافت کا انکار کیا۔ یہی اس کا کفر و انکار تھا۔ اسی بنا پر ملعون ہوا۔ اور دربارِ الٰہی سے نکالا گیا۔ سو جو کوئی عظمت و شانِ نبوّت و ولایت کا انکار کرے گو کہ زبانی طور پر نبوّت و ولایت کا اقرار کرتا ہو۔ سو ابلیس اور وہ کفر و لعنت میں برابر ہے۔"

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ پیر بارو صاحبؒ

چوک تحصیل لیہ ضلع مظفرگڑھ

زیرِ نگاہ :- فقیر محمد نواز لانگری

ہمدرد پرنٹنگ پریس ملتان